مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی صحت خداتعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ❊

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد واپس آ گئے ❊

۲۰ فروری حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی نواسی متولد ہوئی۔ اس خوشی میں سکولوں اور دفاتر میں ایک دن کی تعطیل کی گئی۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے ❊

امسال رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مختلف مساجد میں ۳۵ کس اعتکاف بیٹھے جن میں سات عمر رسیدہ عورتیں ہیں۔ جو مسجد اقصیٰ میں عورتوں کے نماز پڑھنے کے حصہ میں معتکف ہیں ❊

۲۰ فروری گورداسپور سے پولیس ٹیم احمدیہ یونین کلب سے کھیلنے کے لئے آئی جس کا تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیم سے ہاکی کا میچ ہوا۔ دونوں ٹیمیں برابر رہیں احمدیہ یونین کلب سے ایک فٹ بال کا اور دو ہاکی میچ ہوئے۔ جن میں پولیس ٹیم دو اور چار گولز سے ہار گئی ❊

اِعتکاف کی حقیقت

رمضان المبارک کا ہر دن مقام عشق کی منزل اور رضاء و تسلیم کا مرحلہ ہے۔ بندہ کی حالتِ صبر عارضی طور پر صفاتِ الٰہی کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ عاشق زبان حال سے اقرار کرتا ہے۔ کہ میں تیری راہ میں اپنی جان اور اپنی نسل کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ انہی مبارک ایام میں عبادت اعتکاف کی ادائیگی مسنون ہے۔ اعتکاف کے لئے آخری عشرہ مقرر ہے۔ اعتکاف کیا ہے؟ بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ عبد کی طرف سے اپنے معبود کے سامنے عبدیت کا کامل اظہار ہے۔ سوال کی انتہا اور سراپا دعا بن جانا ہے۔ وُہ لامکان ذات کسی مکان میں محدود نہیں۔ مگر مجازی طور پر مسجد خانۂ خدا ہے۔ اگرچہ اسلام نے ساری زمین کو ہی مسجد قرار دیا ہے۔ لیکن باجماعت نماز کی ادائیگی کا مقام۔ وُہ مقام جہاں شاہ و گدا ایک ہی صف میں دست بستہ کھڑے نظر آتے ہیں اپنی شان میں بلند اور اپنے درجہ میں ارفع ہوتا ہے۔ اعتکاف میں کیا ہوتا ہے۔ بندہ اپنے بیوی بچوں اور دنیا کی سب ضرورتوں سے منقطع ہو کر۔ آرام و آسائش کے سامانوں سے جُدا ہو کر مسجد کے ایک گوشہ میں فرش پر آ کر پڑ جاتا ہے۔ اور اپنی حالت سے بتاتا ہے۔ الٰہی میں اب تیرے در پر آ گرا ہوں۔ دنیا کی کوئی راحت میری تسلی کا موجب نہیں۔ کوئی آرام میرے اطمینان کا باعث نہیں۔ میں نے سب جہاں پر تجھے ہی ترجیح دی ہے۔ اس لئے میں تیرے آستانہ پر آیا ہوں۔ تو شاہ ہے۔ میں گدا ہوں۔ تو مالک ہے۔ میں ناچیز مخلوق ہوں۔ تو رب ہے۔ میں تیرا عاجز بندہ ہوں۔ میں تیرے دروازہ پر آیا ہوں۔ اور تیرے در سے خالی نہ

ختم نبوّت کی حقیقت

خاتم النبیین محل مدح ہے۔ نہ محل ذم

جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین آخر النبیین کے معنوں میں مانتے ہیں۔ اگرچہ وہ آپؐ کو خاتم النبیین محل مدح میں یقین کرتے ہیں۔ لیکن ان معنوں میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر قسم کے نبی آنے بند ہیں۔ اور قیامت تک آپؐ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپؐ کا خاتم النبیین ہونا محل مدح میں نہیں ہو سکتا۔

لغت کے لحاظ سے خاتم کے لفظ کو جو بفتح تا ہے انگشتری اور زینت کے معنوں میں یا مُہر اور نقش نگینہ کے معنوں میں اور مصدق کے معنوں میں لیں۔ آنحضرتؐ کا خاتم النبیین ہونا محل مدح میں تسلیم ہو سکتا ہے۔ لیکن آخر الانبیاء کے معنوں میں خاتم کے لفظ کو لینا علاوہ لغت کے خلاف ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے محل مدح میں ثابت نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر آخر الانبیاء کے معنوں میں لیں۔ تو ان معنوں کے لحاظ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اسی صورت میں محل مدح میں تسلیم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کا آیت خاتم النبیین کے سلسلہ مضمون کے مطابق آخر الانبیاء ہونا آخر الآباء تسلیم کیا جائے۔ اور لفظ رسول اللہ کو بحکم رسولِ ابو امتہٖ باپ کے معنوں میں لے کر خاتم النبیین کو لفظ رسول اللہ پر بصورت معطوف پائے جانے کے ان نبیوں کا خاتم بمعنے آخر سمجھا جائے۔ جو اپنی امت کے باپ تھے لیکن ان معنوں کے رو سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخر الآباء کے معنوں میں لینا صرف ایسے نبیوں کے لئے ہی مانع ہو سکتا ہے۔ جو آپؐ کی طرح صاحب شریعت ہو کر یا مستقل امت کے ساتھ باپ ہو کر آ سکتے ہوں۔ اور جو باپ ہو کر نہیں بیٹے ہو کر آئیں۔ ان کے لئے آپؐ کا آخری باپ ہو کر آنا مانع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر باپ بیٹوں کے لئے بھی مانع ہو۔ تو پھر وہ باپ کس کا۔ باپ کا ثبوت تو اولاد اور بیٹے ہی ہو سکتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایسے نبی جو آپؐ کے روحانی بیٹے ہوں۔ اور آپ کی امت سے ہوں تو آپؐ کا خاتم النبیین بمعنے آخر الانبیاء بمفہوم آخر الآباء پایا جانا ان کی نبوت کے لئے مانع نہیں ہو سکتا۔ پس اس صورت میں آپؐ کو اگر آخر الانبیاء بھی تسلیم کر لیں۔ تو آپ کا خاتم النبیین ہونا بمعنے آخر الانبیاء محل مدح میں تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ہر طرح کی نبوت اور ہر قسم کے نبیوں کا آنا بند تسلیم کریں۔ تو نبوت کو چونکہ آیت یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء کے رو سے نعمت قرار دیا ہے۔ بایں صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو ہر طرح کی نبوت کے بند ہونے کا ذریعہ تسلیم کرنے سے آپؐ کا خاتم النبیین ہونا قابل مدح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپؐ کے آنے سے ہمیشہ کے لئے نبوت جیسی نعمت کا بند کر دیا جانا۔ آپؐ کی آمد اور آپ کے وجود کو خلاف مدح ثابت کرتا ہے ۔۔

رہا یہ اعتراض کہ اگر نبوت نعمت ہے۔ تو شریعت والی نبوت اور براہ راست نبوت بھی تو نعمت ہے۔ وہ کیوں بند کی گئی۔ اس کا دروازہ بھی تو کھلا رکھنا چاہیئے تھا۔ اسے کیوں بند کر دیا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت جو شریعت کی نبوت اور براہ راست نبوت ہے۔ وہ تو قیامت تک قائم ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس کے قائم رہنے کے باعث قیامت تک ہم کسی ایسے نبی کے آنے کے قائل نہیں۔ جو آپؐ کے بعد براہ راست آئے یا نئی شریعت لے کر آئے۔ کیونکہ براہ راست نبی آنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت عام نہیں رہتی۔ اور شریعت والا نبی آنے سے آپؐ کی شریعت کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے اور اس صورت میں آپؐ کی وہ شان جو آپؐ کی دائمی شریعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور عام نبوت کے ساتھ وابستگی رکھتی ہے دوسری صورت میں نہیں پائی جاتی ۔۔

خاتم النبیین ہونا مانع نبوت نہیں

جیسا کہ آیت خاتم النبیین کی تشریحات سے ثابت کر دیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا مانع نبوت ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ بواسطہ اجرائے نبوت ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لو عاش ابراہیم لکان صدیقا نبیا فرمانا جو آیت خاتم النبیین کے نزول کے بعد حضرت ابراہیمؓ جو آپؐ کے حقیقی بیٹے تھے۔ ان کی وفات کے موقعہ پر فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا مانع نبوت نہیں اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین تو کہو۔ لیکن آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کو لا نبی بعدہ کے معنوں میں نہ لیا کرو۔ اس سے بھی واضح ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا مانع نبوت نہیں۔ علاوہ اس کے ذیل کے شواہد جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ اور علمائے امت سے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جن سے اجرائے نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت ملتا ہے۔ ان شواہد کی موجودگی میں آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کو مانع نبوت قرار دینا غلط اور بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ ان شواہد کے ہوتے ہوئے خاتم النبیین کی حقیقت آیت خاتم النبیین کے صحیح مفہوم کے لحاظ سے واسطہ اجرائے نبوت ثابت ہوتی ہے۔ نہ مانع ۔۔

اجرائے نبوّت کے شواہد قرآن کریم سے

پہلی آیت

الحمد للہ رب العالمین سے ثابت ہے۔ کہ نبوت کی نعمت دُنیا سے مٹ نہیں سکتی۔ اور نہ ہی نبیوں کا آنا بند ہو سکتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالٰے نے عالمین یعنی دنیا کی سب انواع اقسام کی مخلوق کی ربوبیت کو اپنے لئے باعث حمد قرار دیا ہے۔ اور رب کے معنے علاوہ اور معانی کے خلق کے بھی ہیں۔ جیسا کہ آیت یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم سے ظاہر ہے۔ کیونکہ اس آیت میں خدا تعالٰے نے اپنی ربوبیت کے فیض کی پہلی تجلی کو خلق کی صورت میں ظاہر فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ صفت خالقیت صفت رب کے بطن فیوض سے ظہور پذیر ہے ۔۔

اب اسی صفت ربوبیت اور صفت خالقیت کے فیضان سے عالمین کی ہر ایک نوع خلق خواہ وہ از قسم اعالی ہو جیسے ملائکہ اور انبیاء وغیرہ خواہ وہ از قسم اسافل ہو۔ جیسے شیاطین کفار اور کتے۔ خنازیر اور سانپ بچھو۔ خدا تعالٰے نے کسی نوع خلق کو نابود نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک نوع خلق کا سلسلہ برابر جاری رکھا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ مخلوق کے لئے بظاہر جو مضر وجود معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے شیاطین کفار اور سانپ بچھو ان کے سلسلہ خلق کو بھی دنیا سے نہیں مٹایا۔ اور برابر ان کی نوع کو نسلاً بعد نسل قائم رکھا جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالٰے جب اپنی حمد کے لحاظ سے اپنی ربوبیت کے اس فیض کو بھی نہیں بند کرتا جس کے ذریعہ شیاطین کفار اور سانپ بچھو پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تو انبیاء کا وجود کہ جو سُورج اور ہوا کی طرح مخلوق کی ربوبیت اور افادہ کے لئے نہایت ہی مفید اور قابل قدر مخلوق ہے۔ اور جو خدا تعالٰے کی ہستی کا جلوہ گاہ اور جلوہ نما ہونے سے سب کائنات سے زیادہ قابل تعظیم اور مستحق عزت و عظمت ہے۔ ان کی نسبت یہ خیال کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ دنیا سے ان کو خدا تعالٰے نے اب قیامت تک نیست و نابود کر دیا ہے۔ پس آیت الحمد للہ رب العٰلمین سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جہاں شیاطین کفار۔ خنازیر اور کتے سِلے اور سانپ بچھو خدا تعالٰے کے فیض ربوبیت سے وجود پذیر ہونے سے محروم نہیں کئے جاتے۔ تو انبیاء کا قیمتی اور نافع ترین وجود بھی قیامت تک بند نہیں ہو سکتا۔ وہو المطلوب ۔۔

دُوسری آیت

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سے بھی نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجراء ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے امت محمدیہ کو یہ دعا سکھائی ہے۔ کہ وہ منعمین کی راہ طلب کرے۔ اور منعمین کی تفسیر میں سورہ نساء کی آیت من یطع اللہ والرسول تا من النبیین میں علاوہ صدیقین، شہدا اور صالحین کے نبیین کو بھی منعمین قرار دیا ہے اور نبوت کو انعام۔ اور انعام کے بالمقابل بصورت ضد غضب اور ضلالت کو پیش کیا ہے۔ اور منعمین کے بالمقابل مغضوب علیہم اور ضالین کو۔ اور منعمین اور مغضوب و ضالین کے درمیان لفظ غیر سے مغائرت کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ جو منعمین ہیں۔ وُہ مغضوب اور ضالین کے غیر اور مغائر ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو امت ان انعامات سے محرُوم ہے۔ وُہ مغضوب اور ضال ہے۔ پس یہ اعتقاد کرنا کہ امت محمدیہ اب انعام نبوت سے محرُوم ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسے اپنے منہ سے مغضوب اور ضال قرار دینا ہے۔ کیونکہ یہ اعتقاد کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انسان کو ضال بناتا ہے۔ اور آنے والے نبی کے ظہُور کے وقت اس غلط اور پُر ضلالت اعتقاد کے ساتھ اس نبی کی مخالفت کرنا انسان کو مغضوب بناتا ہے۔ پس جب امت محمدیہ کو منعمین کی راہ کے لئے بلا استثناء احدے دُعا سکھائی گئی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا سے یہ امت انعام نبوت بھی پانے والی ہے۔ تو اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ نبوت کا انعام بند نہیں ہُوا۔ بلکہ جاری ہے۔

یہ اعتراض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ اور سید عبدالقادرؒ وغیرہ نبی نہ ہُوئے۔ جو بہت بڑی اطاعت کرنے والے بزرگ تھے۔ تو آج چودھویں صدی میں مرزا صاحب کیونکر نبی ہو گئے۔ اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ کو مسیح موعُود اور مہدی معہُود اور نبی نہ قرار دیا۔ اور آنے والے موعُود کو مسیح اور مہدی اور نبی قرار دیا۔ اور لیس بینی و بینہ نبی فرما کر اپنے بعد مسیح موعُود کے ظہُور تک اور کسی کو نبی نہ قرار دیا۔ اس کا کیا جواب ہے۔ فما ھو جوابکم ھو جوابنا ؛

یہ اعتراض کرنا کہ زمانہ قریب کے اطاعت کرنے والے تو نبی نہ ہُوئے۔ اور چودھویں صدی میں کیونکر نبی ہو گیا۔ اسی طرح ہے، کہ کوئی کہے۔ ابتدائی تاریخوں کا چاند جو سُورج کے قریب ہوتا ہے۔ وہ تو بدر تام اور ماہِ کامل نہ ہو سکا۔ لیکن چودھویں رات کا چاند جو سُورج سے بہت بُعد رکھتا ہے۔ وُہ باوجود زمانی مکانی بُعد کے کس طرح سے کامل بدر اور سُورج کے لئے مظہر تام بن گیا ؛

تیسری آیت

انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظالمین سے بھی اجرائے نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ ثابت ہے۔ اور وُہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے منصب نبوت عطا فرما کر لوگوں کے لئے امام بنایا۔ تو آپ نے عرض کیا۔ اس منصب نبوت کو صرف میرے تک محدود نہ فرمایا جائے۔ بلکہ میری اولاد کو بھی یہ منصب عطا کیا جائے۔ تب خدا تعالےٰ نے جواب میں فرمایا۔ تیری اولاد سے ظالموں کو یہ منصب نہیں مل سکتا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وُہ اولاد جو ظالم ہے۔ وُہ تو منصب نبوت حاصل نہیں کر سکتی۔ لیکن جو ذریت اور نسل ظالم نہیں اسے محرُوم نہیں کیا گیا۔ اور جب وُہ محروم نہیں تو جب تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت اور نسل دُنیا میں باقی رہے گی۔ یہ منصب بھی باقی رہے گا۔ اور جہاں آپ کی ذریت سے ظالم رہیں گے۔ وہاں غیر ظالم بھی ہونگے۔ اور اس صورت میں منصب نبوت بھی بند نہیں ہوگا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کا سلسلہ دُنیا کے آخر تک رہے گا۔ جس سے اجرائے نبوت کا اثبات بھی متحقق ہو گیا ؛

چوتھی آیت

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ سے بھی مسئلہ اجرائے نبوت ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ نبیوں کے مبعوث ہونے کے اغراض و مقاصد سے ایک غرض و مقصد یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ وُہ لوگوں کے اختلافات کے درمیان فیصلہ کریں۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔ کہ آپؐ کی امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ امت کے اتنے فرقے بوجہ اختلافات کے ہی ہو گئے پس آیت موصوفہ کے رو سے ان اختلافات کے فیصلہ کے لئے بھی کسی نبی کا مبعوث ہونا ضروری ہے۔ اور وہ حدیث نبوی کے رو سے مسیح موعُود ہے جس کی شان میں حکم اور عدل کا وصف بیان کیا گیا۔ اور ساتھ ہی اُسے نبی بھی کہا گیا جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت بند نہیں۔ اگر بند ہوتی۔ تو نہ ہی آپؐ کے بعد امت میں اختلافات کا وجود رونما ہوتا اور نہ ہی مسیح موعود نبی اللہ کی پیشگوئی فرمائی جاتی۔ پس حق یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے ؛

پانچویں آیت

وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذالک فی الکتاب مسطورا سے بھی اجرائے نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت اس طرح ملتا ہے۔ کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور قیامت سے پہلے پہلے دُنیا کی بستیوں سے کوئی بستی بھی ہلاک ہونے یا معذب ہونے سے بچ نہ سکے گی۔ اور ہلاک ہونے اور معذب ہونے کے لئے جو قانون ہے۔ وُہ آیت ما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا اور آیت ما کان ربک مھلک القریٰ حتےٰ یبعث فی امھا رسولا سے ظاہر ہے۔ کہ جب تک خدا تعالےٰ اپنے کسی رسول کو مبعوث فرما کر لوگوں پر اتمام حجت نہ کر لے۔ تب تک نہ عذاب دیتا ہے۔ نہ ہلاک کرتا ہے۔ پس اس قانون کے مطابق قیامت سے پہلے پہلے دُنیا کی تمام بستیوں کا ہلاکت یا عذاب میں مبتلا ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس عذاب اور ہلاکت سے پہلے اتمام حجت کے لئے خُدا کی طرف سے ضرور خدا کا رسول اور نبی مبعوث ہو۔ سو اس آیت سے بھی یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت بند نہیں۔ بلکہ جاری ہے۔ ان آیات کے سوا اور بھی بہت سی آیات قرآن کریم کی پائی جاتی ہیں۔ جن سے اجرائے نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن بخوف طوالت انہی چند آیات پر جو بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ اکتفا کیا جاتا ہے ؛

اجرائے نبوت کے شواہد احادیث سے

پہلی حدیث

مشکوٰۃ کے باب العلامات بین یدی الساعۃ میں حدیث نبوی جو نواس بن سمعان راوی سے مروی ہے۔ اور جس میں فتنۂ دجال کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کا بھی ذکر فرمایا ہے اسی حدیث میں آپ نے ذیل کے فقرات میں یعنی فقرہ یحصر نبی اللہ واصحابہ اور فقرہ فیرغب نبی اللہ عیسےٰ واصحابہ اور فقرہ ثم یھبط نبی اللہ واصحابہ الی الارض اور فقرہ فیرغب نبی اللہ عیسےٰ واصحابہ الی اللہ میں آنے والے مسیح موعود کو اس ایک ہی حدیث میں چار دفعہ نبی کی صفت سے متصف قرار دیکر ذکر کیا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ جب آپؐ نے اپنے بعد آنیوالے مسیح موعود کو بار بار نبی کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ تو آپ کے بعد نبوت بند نہیں بلکہ جاری ہے۔ اور نبی آسکتا ہے۔ اگر کسی نبی کا آنا قطعی ممنوع ہوتا تو آپؐ آنے والے مسیح موعود کی نسبت یہ نہ فرماتے۔ کہ وُہ نبی ہونگے ؛

دوسری حدیث

لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا جو ابن ماجہ میں ہے اس حدیث سے اجرائے نبوت کا ثبوت اس طرح ملتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم کے فوت ہونے پر فرمایا۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی بنتا۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابراہیم کے نبی ہونے میں انکی وفات مانع ہوئی۔ نہ کہ آیت خاتم النبیین جو اس کی وفات سے کئی سال پہلے اتر چکی تھی۔ پس اگر آپؐ کے بعد نبوت بند ہوتی۔ تو آپؐ یہ نہ فرماتے کہ ابراہیم اگر زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی ہوتا۔ بلکہ یوں فرمانا چاہئے تھا۔ کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا۔ تو بھی وُہ نبی نہ ہو سکتا ؛

اجرائے نبوۃ کے شواہد اقوال صحابہؓ و علماء اُمت سے

حضرت عائشہؓ کی شہادت

تکملہ مجمع بحار الانوار کے ص۸۵ پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کا لا تقولوا لا نبی بعدہ کا فرما کر صحابہ میں سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو لا نبی بعدہ کے معنوں میں سمجھ رہے تھے۔ ڈانٹنا اور روکنا اسبات کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ اعتقاد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت عائشہؓ کے نزدیک غلط ہے۔ اور ایسا غلط ہے کہ بعض صحابہؓ بھی اس میں مبتلاء تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ لا نبی بعدی جیسا کہ اس کی تشریح کے موقع پر اس سے پہلے بیان کر دیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاص محل اور موقع کے لحاظ سے تھا۔ ورنہ حضرت عائشہؓ صحابہؓ کو ان معنوں میں جو بعض صحابہ نے سمجھے لا تقولوا لا نبی بعدہ فرما کر منع نہ فرماتیں۔ کہ لا نبی بعدہ نہ کہو۔ امام محمد طاہر رحمۃ اللہ اس جگہ یہ تشریح فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ نے یہ قول حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو نبی اللہ ہو کر آنے والے تھے۔ ان کو مدنظر رکھ کر فرمایا تھا۔ اور پھر ساتھ ہی فرماتے ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کا نبی اللہ ہو کر آنا حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور جو تابع شریعت ہو کر آئے۔ ایسے نبی کے آنے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔

حضرت ملا علی قاری کی شہادت

ایسا ہی حضرت ملا علی قاری صاحب حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا اور ایسا ہی حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر کے متعلق اپنی موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔ (دیکھو ص۵۸-۵۹) اگر حضرت ابراہیم فرزند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے یا حضرت عمر نبی ہو جاتے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول خدا تعالےٰ کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہیں تھا۔ کیونکہ اس سے ایسے نبی کا آنا منع ہے۔ جو آپ کے بعد آپ کی شریعت کا ناسخ ہو کر آئے۔ اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

حضرت ملا علی قاری صاحب کے اس قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلق نبوۃ اور نبی کا آنا بند نہیں۔ بلکہ ایسے نبی کا آنا بند ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے نہ ہو۔ اور ناسخ شریعت محمدیہ ہو کر آئے۔

حضرت امام شعرانی کی شہادت

آپ فرماتے ہیں۔ و قولہ صلعم لا نبی بعدی ولا رسول المراد بہ لا مشرع بعدی یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی شریعت والا نبی اور رسول میرے بعد نہیں آئے گا۔ (دیکھو الیواقیت والجواہر ص۲۲ جلد ۲) جس سے شریعت کے سوا دوسری قسم کی نبوت کا اجراء ثابت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی شہادت

آپ فرماتے ہیں۔ ختم بہ النبیون ای لا یوجد من یأمرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علے الناس۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنے ہیں کہ آپؐ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جسے خدا تعالےٰ لوگوں کے لئے شریعت دیکر بھیجے۔ دیکھو تفہیمات الٰہیہ تفہیم ص۵۳ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ شریعت والی نبوت بند ہے۔ دوسری نبوۃ بند نہیں بلکہ جاری ہے۔

حضرت محی الدین صاحب ابن العربی

فان الرسالۃ والنبوۃ بالتشریع انقطعت فلا رسول بعدہ ولا نبی ای لا مشرع [?]۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت والی نبوت اور رسالت کا سلسلہ تو منقطع ہو گیا۔ جس کے رو سے آپؐ کے بعد کوئی شریعت والا نبی اور رسول نہیں آسکتا۔ اور اس کے سوا دوسری قسم کی نبوت بند نہیں۔

حضرت مظہر جانجاناں کی شہادت

آپ فرماتے ہیں۔ "ہیچ کمال غیر از نبوت بالاصالت ختم نگردیدہ و در مبدء فیض بخل و دریغ ممکن نیست" یعنی نبوۃ مستقلہ کے سوا باقی کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ جو مبدء فیوض ہے اس کے لئے بخل اور دریغ ممکن اور جائز نہیں۔

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی شہادت

آپ فرماتے ہیں۔ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ نقص نہ آئے گا"۔ (دیکھو آپ کا رسالہ تحذیر الناس ص۲۸)

خاتمہ مضمون علی سبیل تذکرہ

مسئلہ ختم نبوۃ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے آیات احادیث اور اقوال بزرگان کے علاوہ عقلی استدلال کے رو سے بھی ثابت کر دیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً نبوت بند نہیں۔ بلکہ شریعت اور نبوۃ مستقلہ بند ہے۔ اس کے سوا ایسی نبوۃ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے توسط سے آپؐ کی اطاعت کے ذریعہ آپؐ کے روحانی فیوض کے واسطے مل سکتی ہے ایسی نبوۃ کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوے نبوۃ اسلامی تعلیم کے خلاف نہیں اور نہ ہی آپ کی نبوۃ اس طرح کی ہے جو شریعت اسلامیہ کے رو سے ممنوع ہے۔

پس جن صاحبان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے نبوت کو سنکر دل میں قبض پیدا ہوتا ہے۔ انکے لئے یہ مضمون خدا کے فضل اور توفیق سے مفید ثابت ہوگا۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ ضرور اسے ملاحظہ فرمائیں۔ والسلام

(خاکسار:۔ غلام رسول راجیکی۔ قادیان)

تبلیغی اشتہارات کے متعلق ضروری اعلان

(احباب غور سے مطالعہ فرمائیں)

(۱) اشتہار ندائے ایمان ملا تیسری مرتبہ چھپوا کر ان احباب کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ جن کے آرڈر دفتر میں آئے ہوئے تھے۔ اس دفعہ یہ اشتہار بیس ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا تھا۔ اور قریباً اسی قدر تعداد کے آرڈر دفتر میں موجود ہیں۔ جن کی تعمیل ہو رہی ہے۔ اب اس اشتہار کو چوتھی بار صرف اس صورت میں چھپوایا جائیگا کہ ۲۰ فروری تک دفتر میں کم از کم دس ہزار کے آرڈر آجائیں۔ اسکے بعد پھر یہ نہیں چھپے گا تاکہ اشتہار ملا کا کام شروع کیا جا سکے پس جو احباب اشتہار ملا منگوانا چاہیں۔ وہ بلا توقف اطلاع دیں کہ کس قدر تعداد میں مطلوب ہیں پہلے بھی احباب نے جلدی آرڈر نہیں دیئے۔ اس لئے تھوڑی تھوڑی تعداد میں تین مرتبہ چھپوانا پڑا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت تکلیف اور خرچ ہوا ہے۔ اگر ۲۸ فروری تک دس ہزار کے آرڈر دفتر میں نہ پہنچے۔ تو پھر اس کی اشاعت مطلق بند کر دی جائے گی۔ اور اس کا اعلان کر دیا جائیگا۔ تاکہ جن احباب کے آرڈر آگئے ہوں۔ انہیں اطلاع ہو جائے۔

(۲) اشتہار ملا پہلے نمبر کی طرح بار بار نہیں چھپوایا جائیگا۔ کیونکہ اسطرح دعوۃ و تبلیغ کے اصل کام میں سخت حرج کے علاوہ تکلیف اور زائد خرچ ہوتا ہے۔ بلکہ ایک ہی مرتبہ کافی تعداد میں چھپوا لیا جائیگا۔ اسلئے اشتہار ملا کے خریدار ۲۰ مارچ تک دفتر میں اطلاع دیں۔ کہ وہ کسقدر تعداد میں خریدینگے۔ ۲۰ مارچ کے بعد موصول ہونیوالی درخواستوں کی قطعاً تعمیل نہ ہو سکیگی۔ یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایک ہی چٹھی میں اشتہار ملا و ملا کے متعلق نہ لکھا جائے۔ بلکہ دونو کے متعلق الگ الگ چٹھی ہو۔ ورنہ اندیشہ ہے۔ کہ تعمیل نہ ہو سکے۔

(۳) یہ سلسلہ اشتہارات جیسا کہ ۱۱ فروری کے الفضل میں اعلان ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ ماہوار ہوگا۔ اس لئے احباب کو صرف اتنی تعداد طلب کرنی چاہیئے جتنی وہ ہر ماہ خرید سکیں۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی مفصل ہدایات ملاحظہ کر لی جائیں۔ جو اخبار الفضل ۱۱ فروری و ۱۸ فروری میں میرے اعلانات میں درج ہیں۔

(۴) میں اپنے پہلے اعلان مندرجہ اخبار الفضل مجریہ ۱۴ فروری میں لکھ چکا ہوں۔ کہ اشتہارات کی چھپوائی و روانگی اور حسابات رکھنے کے لئے کوئی زائد آدمی نہیں دیا گیا۔ بلکہ دفتر کا موجودہ عملہ ہی اپنے سابقہ فرائض منصبی ساتھ ساتھ اسے بھی بصد مشکل نباہ رہا ہے اور یہ کام چونکہ بہت وسیع اور محنت طلب ہے اسلئے موجودہ عملہ کیلئے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ بقایا جات کے حسابات کے شخصی کھاتے کھول سکے۔ اسلئے یا تو احباب اشتہارات بذریعہ وی پی منگوا لیا کریں۔ اور یا قیمت مع محصول ڈاک پیشگی بھیجا کریں۔ اشتہارات کے آیندہ نمبروں کی خریداری کیلئے بھی یکدم کوئی صاحب رقم نہ بھیجیں۔ کیونکہ اسطرح بھی بقایا جات کا حساب رکھنے کیلئے شخصی کھاتے کھولنے کی ضرورت ہوگی۔ اور اس قسم کا حساب یہ دفتر موجودہ عملہ کے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔

(۵) جو احباب یہ لکھ دیتے ہیں کہ اشتہار بھیجدیا جائے۔ قیمت بذریعہ دفتر محاسب؟ [illegible]

یا بیت المال ہم روانہ کر چکے ہیں۔ انکی خدمت میں اطلاع ہو کہ ایسے آرڈروں کی تعمیل بھی حساب کو صاف رکھنے کیلئے نہیں کی جا سکتی۔ جبتک کہ ان کا مرسلہ روپیہ دفتر محاسب یا بیت المال سے نہ آجائے۔ پس اگر انکے آرڈروں کی تعمیل میں دیر ہوتی ہے یا آئندہ ہو

اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء
نمبر ۴۷ جلد ۲۳
ملاحظہ ریلوے

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ٹائم ٹیبل میں تبدیلی

(۱) موسم گرما کے ریلوے ٹائم ٹیبل میں جو یکم مارچ ۱۹۳۶ء سے شروع ہوگا۔ اہم تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ مفصل اوقات معلوم کرنیکے لئے تمام بڑے بڑے ریلوے سٹیشنوں اور ریلوے بک سٹالوں سے مارچ ۱۹۳۶ء کا ٹائم اینڈ فیر ٹیبل ملاحظہ کریں۔ جو ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء سے بکنا شروع ہوگیا ہے۔

پشاور چھاؤنی۔ لاہور۔ دہلی براہ سہارنپور

ان مسافروں کے آرام کے لئے جو براہ راست یو۔ پی اور بنگال سے آتے جاتے ہیں۔ ۱۱ اپ اور ۱۲ ڈاؤن کلکتہ میل جو اس وقت صرف راولپنڈی تک ہی آتی جاتی ہیں۔ پشاور چھاؤنی تک چلا کریگی۔ ۱۱ اپ کلکتہ میل دو بجے سہارنپور سے چھوٹیگی۔ اور ۰-۵ - ۹ پر لاہور پہونچے گی۔ لاہور سے ۳۰-۹ پر چل کر ۵۵-۲۰ پر پشاور چھاؤنی پہونچ جایا کریگی۔ ۱۲ ڈاؤن کلکتہ میل پشاور چھاؤنی سے ۰-۷ بجے چلکر ۱۵-۱۸ پر لاہور پہنچیگی۔ وہاں سے ۳۵-۱۸ پر روانہ ہوکر ۱۵-۴ سہارنپور پہونچ جائیگی۔ ۱۱ اپ اور ۱۲ ڈاؤن کلکتہ میل میں تیسرے درجہ کے مسافر لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نہیں جاسکینگے۔ جیسا کہ اب ہو رہا ہے۔

(۲) ادنےٰ درجہ کے مسافروں کے لئے ایک فاسٹ ایکسپریس ٹرین لاہور اور پشاور کے درمیان حسب ذیل اوقات پر چلا کرے گی۔

ڈاؤن ٹرین	اپ ٹرین
۳۵ - ۷ پشاور سے روانگی	۳۵ - ۸ لاہور سے روانگی
۲۵ - ۱۲ آمد راولپنڈی	۴۵ - ۱۷ آمد راولپنڈی
۴۸ - ۱۲ روانگی راولپنڈی	۵۰ - ۱۷ روانگی راولپنڈی
۳۰ - ۲۰ آمد	۲۵ - ۲۲ آمد پشاور چھاؤنی

(۳) ان تبدیلیوں کے نتیجہ میں ۸۵ اپ اور ۸۶ ڈاؤن بمبئی میل براہ جی آئی۔ پی ریلوے لاہور تک آیا کرے گی۔ اور یہیں سے چلا کرے گی۔

(۴) ۵ اپ اور ۶ ڈاؤن ڈیرہ دون پسنجر ٹرینیں جو اب لاہور اور ڈیرہ دون کے درمیان چلتی ہیں۔ پشاور تک آیا جایا کریگی۔

(۵) ۱۷ اپ اور ۱۸ ڈاؤن لکھنؤ ایکسپرس ٹرینیں جو اب پشاور چھاؤنی اور لکھنؤ کے درمیان چل رہی ہیں۔ گرانڈ چارڈ کے رستہ سے ہوڑہ تک آیا جایا کریگی۔

لاہور دہلی کے درمیان براستہ بھٹنڈا

(۶) ۹ اپ اور ۱۰ ڈاؤن ایکسپرس ٹرینیں جو اس وقت لاہور اور ہوڑہ کے درمیان براستہ بھٹنڈا اور آگرہ چل رہی ہیں۔ آئندہ صرف دہلی اور لاہور کے درمیان چلینگی۔ اور راستہ میں کئی سٹیشنوں پر کھڑی ہوا کریں گی۔

لاہور۔ کراچی سٹی کے درمیان

(۷) ۷ اپ کراچی میل کراچی سٹی سے ۵-۲۲ کے بجائے ۵۵-۲۰ پر روانہ ہوکر ۱۵-۱۸ پر لاہور پہونچا کریگی۔ جہاں یہ ۱۲ ڈاؤن کلکتہ میل کے ساتھ مل جایا کرے گی۔

(۸) ۸ ڈاؤن کراچی میل ۰-۸ کے بجائے ۳۰-۹ پر لاہور سے روانہ ہوکر ۵-۱۴ پر کراچی سٹی پہونچیگی۔

سماسٹہ اور بھٹنڈا کے درمیان

(۹) ۲۶ ڈاؤن پسنجر ۵۰-۱۱ پر سماسٹہ سے روانہ ہوکر ۲۲-۳ پر ۷ اپ کراچی میل سے بھٹنڈا میں ملا کریگی۔ اور وہاں سے ۵۵-۲۲ پر روانہ ہوکر ۵۲-۲ پر راجپورہ پہونچیگی۔ اور شملہ ایکسپرس سے مل جائیگی۔ (۱۰) ۲۹ اپ ایکسپرس ۲۱/۲۳ اپ شملہ ایکسپرس سے ملنے کے بعد ۴۷-۱ پر راجپورہ سے چلیگی۔ اور ۵۰-۲ پر بھٹنڈا پہونچیگی۔ ۱۲-۶ پر بطور پسنجر ٹرین روانہ ہوگی۔ اور ۱۰-۱۶ پر سماسٹہ پہونچیگی۔ جہاں یہ ۸ ڈاؤن کراچی میل سے ملیگی۔ یہ دونو گاڑیاں سماسٹہ اور بھٹنڈا کے درمیان ہر سٹیشن پر کھڑی ہونگی۔ مذکورہ بالا تبدیلیوں کے نتیجہ میں ۲۵ اپ اور ۲۶ ڈاؤن پسنجر ٹرینیں بھٹنڈا اور سماسٹہ کے درمیان چلنا بند ہو جائینگی۔

پٹھانکوٹ امرتسر کے درمیان۔

(۱۱) ۷۷ اپ پسنجر ۰-۴ پر پٹھانکوٹ سے روانہ ہوگی۔ اور ۳۰-۷ پر امرتسر پہونچکر رک جائیگی۔ اور ۵ اپ ڈیرہ دون پسنجر سے لاہور جانے کیلئے مل جائیگی۔ یہی ۳۰-۸ پر پھر امرتسر سے روانہ ہوگی۔ اور ۵۴-۹ پر لاہور پہنچ جائیگی۔

عام اطلاع:۔ (۱۲) امرتسر بٹالہ قادیان لائن کی تمام ٹرینوں کے اوقات میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ (۱۳) حسب ذیل زائد گاڑیاں یکم مارچ ۱۹۳۶ء سے جاری کی جائینگی۔

نمبر شمار	نمبر گاڑی	سٹیشن روانگی	وقت روانگی	سٹیشن رسید	وقت رسید	
۱	۱۹۶ ڈاؤن	رُک	۱۲ - ۱۰	لاڑکانہ	۱۳ - ۳۲	
۲	۱۹۱ اپ	چک جھمرہ	۶ - ۱۰	چنیوٹ	۷ - ۰	
۳	۱۹۲ ڈاؤن	چنیوٹ	۸ - ۲۷	چک جھمرہ	۵ - ۱۷	
۴	۲۴ ”	کالکا	۱۵ - ۲۰	پانی پت	۲۱ - ۱۹	یہ گاڑیاں براہ راست دہلی سے آئیں گی اور جائیگی۔
۵	۲۳ اپ	پانی پت	۱۹ - ۴۶	کالکا	۱ - ۱۵	
۶	۱۲/۸۹ اپ	لاہور	۲۲ - ۵	کالکا	۶ - ۴۵	
۷	۱۱/۸۷ ”	کالکا	۲۲ - ۵۵	لاہور	۷ - ۰	
۸	۹۰ ڈاؤن	سیالکوٹ	۴ - ۳۵	وزیرآباد	۶ - ۴	
۹	۸۹ اپ	وزیرآباد	۲۳ - ۵	سیالکوٹ	۰ - ۲۷	
۱۰	۶۳ ”	روہڑی	۴ - ۳۹	سکھر	۴ - ۵۹	
۱۱	۵۵ ”	لاہور	۸ - ۳۵	پشاور چھاؤنی	۲۲ - ۲۵	
۱۲	۵۴ ڈاؤن	پشاور چھاؤنی	۷ - ۳۵	لاہور	۲۰ - ۳۰	
۱۳	۴۱ اپ	گوجرخان	۱۳ - ۳۷	راولپنڈی	۱۵ - ۴۲	
۱۴	۴۴ ڈاؤن	راولپنڈی	۱۶ - ۳۰	گوجرخان	۱۸ - ۴۸	
۱۵	۵۱ اپ	جسٹر	۱۴ - ۱۵	چک امرو	۱۵ - ۴۵	
۱۶	۵۲ ڈاؤن	چک امرو	۱۶ - ۰	نارووال	۱۸ - ۲۹	
۱۷	۵۲ ”	لاہور	۲۳ - ۱۰	امرتسر	۰ - ۲۵	یہ براہ راست پٹھانکوٹ جائیگی۔

(۱۴) بعض گاڑیوں کے اوقات میں تبدیلی اور مذکورہ بالا گاڑیوں کے اجرا کے نتیجہ میں بعض گاڑیاں منسوخ کر دی گئی ہیں۔ (ب) ۲۸/۲ اور ۱/۳ کی درمیانی شب گاڑیوں میں اس طرح ردو بدل ہوجائیگا۔

(۱) ۸۵ اپ بمبئی میل براہ جی۔ آئی۔ پی جو ۱/۳ کو لاہور پہونچیگی۔ وہیں بس ہوجائیگی۔ (۲) ۲۰ ڈاؤن جو پشاور سے ۲۸/۲ کو چلیگی براہ راست ڈیرہ دون جائیگی۔ (۳) ۱۹ اپ جو ۱/۳ کو لاہور پہونچیگی وہیں بس ہو جائیگی۔ (۴) ۸۹/۱۱ اپ اور ۸۸/۱۲ اپ کالکا ایکسپرس گاڑیاں علی الترتیب لاہور اور کالکا سے ۲۸/۲ کو شروع ہونگی۔ (۵) ۵۲ ڈاؤن پسنجر ۲۸/۲ کو لاہور سے شروع ہوگی۔ (۶) ۷ اپ کراچی میل ۵۵-۲۰ منٹ پر ۲۸/۲ کو کراچی سے چلیگی۔ اور نئے اوقات کے مطابق چلیگی۔ (۷) ۳۲ ڈاؤن پسنجر جو ۱/۳ کو ۱۳-۰ پر گلا نوالہ پہونچیگی۔ براہ راست کراچی جائیگی۔ خانپور تک تو یہ موجودہ اوقات کے مطابق چلیگی۔ اور اس سے آگے نئے اوقات کے ماتحت لیٹ ٹرین کی حیثیت سے۔ (۸) ۲۸ ڈاؤن پسنجر جو ۱/۳ کو خانپور پہونچیگی۔ وہیں بس ہوجائیگی۔ (۹) ۵۵ اپ پسنجر ۲۸/۲ کو ۱۹-۲۲ پر ملتان چھاؤنی سے روانہ ہوگی اور ۲۳ اپ پسنجر کے اوقات کے مطابق چلیگی۔ (۱۰) ۲۳ اپ پسنجر ۲۸/۲ کو ۵۲-۲۳ پر ملتان چھاؤنی پہونچکر منٹگمری تک موجودہ اوقات کے ماتحت چلیگی۔ منٹگمری سے آگے یہ ۹۹ اپ کے اوقات کے ماتحت لیٹ ٹرین کی حیثیت سے چلیگی۔

(۱۱) ۲۱ اپ پسنجر ۲۸/۲ کو ۳۱-۱ پر خانپور پہونچکر سماسٹہ تک موجودہ اوقات کے ماتحت چلیگی۔ اور سماسٹہ سے یہ ۱۹ اپ کے نئے اوقات کے ماتحت ملتان چھاؤنی پہونچ کر ختم ہو جائیگی۔ (۱۲) ۲۷ اپ پسنجر ۲۸/۲ کو ۱۰-۲۲ پر روہڑی پہونچکر بس ہوجائیگی۔ (۱۳) ۳ ڈاؤن ایکسپرس ۲۸/۲ کو ۳۵-۱۹ پر بھٹنڈا پہونچکر وہاں سے نئے اوقات کے مطابق ۵۵-۲۲ پر چلیگی۔ (۱۴) ۱۰ ڈاؤن پسنجر ۲۸/۲ کو ۲۸-۲۲ پر قصوری پہونچکر وہاں سے ۱/۳ کو ۵-۰ پر نئے اوقات کے مطابق چلیگی۔ (۱۵) ۱۵ اپ پسنجر جسے ۲۸/۲ کو ۱۹-۲۳ پر فیروزپور چھاؤنی سے چلنا چاہئے تھا۔ وہاں ۱/۳ کو ۲۶-۵ پر چلیگی۔ (۱۶) ۹ ڈاؤن پسنجر ۲۸/۲ کو ۴۵-۲۳ پر لائلپور پہونچکر آگے ملتان چھاؤنی تک موجودہ اوقات کے مطابق چلیگی اور ملتان چھاؤنی سے نئے اوقات کے موجب چلیگی۔

(۱۷) ۲۷ اپ پسنجر ۲۸/۲ کو ۴۳-۲۳ پر گوجرہ پہونچ کر موجودہ اوقات کے مطابق چلیگی۔ اور لائلپور پہونچکر ختم ہو جائے گی۔

تھرڈ سروس گاڑیوں کے اوقات میں تبدیلی

مندرجہ ذیل تھرڈ سروس گاڑیاں اس لائن پر چلائی جائینگی۔ اول اور دوم درجہ کا ایک بوگی ڈبہ۔ پشاور بمبئی وکٹوریہ ٹرمینس سروس پر نمبر ۲ ڈاؤن میل کے ساتھ پشاور چھاؤنی اور لاہور کے درمیان اور نمبر ۸۶ ڈاؤن میل کے ساتھ لاہور اور دہلی کے درمیان اور واپسی پر نمبر ۸۵ اپ میل کے ساتھ دہلی اور لاہور اور نمبر ۱ اپ کے ساتھ لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان چلا کریگا

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ ایک بوگی ہر ایک برائے سامان اور درجہ سوم کے کمرے لاہور [illegible] سروس پر ۵ ڈاؤن اور ۹۵ اپ ایکسپریس کے ساتھ لاہور اور دہلی کے درمیان لگائے جایا کرینگے۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ جھانسی ڈیرہ دون سروس پر نمبر ۱۷ اپ پسنجر کی بجائے نمبر ۸۰ اپ میل کے ساتھ دہلی اور سہارنپور کے درمیان لگایا جایا کریگا۔ واپسی میں یہ ڈبہ بدستور سابق ۳۱ ڈاؤن میل کے ساتھ لگتا رہیگا۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ ہوڑہ پشاور چھاؤنی سروس پر جو آج کل غازی آباد اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۸ اپ میل کے ساتھ اور واپسی پر پشاور چھاؤنی اور راولپنڈی کے درمیان نمبر ۲ ڈاؤن پسنجر کے ساتھ اور راولپنڈی اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان نمبر ۲ ڈاؤن میل کے ساتھ اور انبالہ چھاؤنی اور دہلی کے درمیان نمبر ۳۴ ڈاؤن کے ساتھ لگائے جاتے تھے آئندہ ای۔ آئی ریلوے پر دہلی تک نمبر ۱ اپ میل کے ساتھ اور وہاں سے انبالہ چھاؤنی تک نمبر ۱۶ اپ میل کے ساتھ اور انبالہ چھاؤنی اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۱۵ اپ میل اور واپسی پر پشاور چھاؤنی اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان مثل سابق نمبر ۶۳ ڈاؤن میل کے ساتھ لگایا جایا کرینگے۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ اور درجہ انٹر اور تھرڈ کا ایک بوگی ڈبہ ماڑی انڈس لاہور سروس پر جو اسوقت ۱۹ اپ کے ساتھ کندیاں اور لالہ موسیٰ کے درمیان ۲۲ ڈاؤن کے ساتھ لالہ موسیٰ اور لاہور کے درمیان اور واپسی ۲۱ اپ کے ساتھ لاہور اور لالہ موسیٰ کے درمیان۔ اور ۱۰ ڈاؤن کے ساتھ لالہ موسیٰ اور کندیاں کے درمیان اور ۲۳ اپ کے ساتھ کندیاں اور ماڑی انڈس کے درمیان چلتے ہیں۔ آئندہ ۲۲ ڈاؤن کی بجائے ۲ ڈاؤن کے ساتھ لالہ موسیٰ اور لاہور کے درمیان چلا کرینگے۔ دوسرے سیکشنوں میں انہیں گاڑیوں کے ساتھ لگتے رہینگے۔ جن کے ساتھ آجکل لگائے جاتے ہیں۔

درجہ اول و دوم کا ایک ڈبہ پشاور حویلیاں سروس پر جس کی نسبت شائع ہو چکا ہے۔ کہ یکم مئی سے ۳۱ اکتوبر تک پشاور چھاؤنی اور ٹیکسلا کے درمیان نمبر ۲۰ ڈاؤن کے ساتھ اور ٹیکسلا اور حویلیاں کے درمیان نمبر ۵ اپ کے ساتھ اور واپسی پر حویلیاں اور ٹیکسلا کے درمیان نمبر ۱ ڈاؤن کے ساتھ اور ٹیکسلا اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۱۹ اپ کے ساتھ لگائے جاتے ہیں۔ اب یکم مئی سنہ ۳۲ء سے پشاور چھاؤنی اور ٹیکسلا کے درمیان نمبر ۲ ڈاؤن اور ٹیکسلا اور حویلیاں کے درمیان نمبر ۱۵ اپ کے ساتھ اور واپسی پر حویلیاں اور ٹیکسلا کے درمیان نمبر ۱ ڈاؤن کے ساتھ اور ٹیکسلا اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۵ اپ کے ساتھ لگایا جایا کریگا۔

مندرجہ ذیل تھرڈ سروس گاڑیاں بند کر دیجائینگی۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ دہلی سماسٹہ سروس پر جو دہلی اور بھٹنڈا کے درمیان نمبر ۹ اپ ایکسپریس کے ساتھ اور بھٹنڈا اور سماسٹہ کے درمیان نمبر ۲۹ اپ ایکسپریس کے ساتھ اور واپسی پر سماسٹہ اور بھٹنڈا کے درمیان نمبر ۳۰ ڈاؤن ایکسپریس کے ساتھ اور بھٹنڈا اور دہلی کے درمیان نمبر ۱۰ ڈاؤن فرنٹیر میل کے ساتھ لگایا جاتا تھا۔ بند کر دیا جائیگا۔ تیسرے درجہ کا ایک بوگی ڈبہ کراچی بھٹنڈا سروس پر جو کراچی شہر اور سماسٹہ کے درمیان ۳ اپ ایکسپریس کے ساتھ اور سماسٹہ اور بھٹنڈا کے درمیان نمبر ۳۰ ڈاؤن ایکسپریس کے ساتھ اور واپسی پر بھٹنڈا اور سماسٹہ کے درمیان نمبر ۲۹ اپ کے ساتھ اور سماسٹہ اور کراچی شہر کے درمیان نمبر ۲۴ ڈاؤن پسنجر کے ساتھ لگایا جاتا تھا۔ بند کر دیا گیا ہے۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ جو کالکا لاہور سروس پر کالکا اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان نمبر ۶۴ ڈاؤن پسنجر کے ساتھ اور انبالہ چھاؤنی اور لاہور کے درمیان نمبر ۸۵ اپ میل کے ساتھ اور واپسی پر لاہور اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان نمبر ۸۶ ڈاؤن میل کے ساتھ اور انبالہ چھاؤنی کے اور کالکا کے درمیان نمبر ۶۱ اپ میل کے ساتھ لگایا جاتا تھا۔ بند کر دیا گیا ہے۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ اور درجہ سوم اور درمیانہ کا ایک بوگی ڈبہ جو لاہور پٹھانکوٹ سروس پر لاہور اور امرتسر کے درمیان نمبر ۳ ڈاؤن پسنجر کے ساتھ اور امرتسر اور پٹھانکوٹ کے درمیان نمبر ۵ ڈاؤن کے ساتھ لگایا جاتا تھا بند کر دیا گیا ہے۔ انٹر اور تھرڈ کا ایک بوگی ڈبہ اور تھرڈ کا ایک بوگی ڈبہ جو راولپنڈی دہلی سروس پر راولپنڈی اور لاہور کے درمیان نمبر ۲۴ ڈاؤن ایکسپریس کے ساتھ اور لاہور دہلی کے درمیان نمبر ۸۵ ڈاؤن ایکسپریس کے ساتھ اور واپسی پر دہلی اور لاہور کے درمیان نمبر ۵۹ اپ ایکسپریس کے ساتھ اور لاہور اور راولپنڈی کے درمیان نمبر ۲۳ اپ ایکسپریس کے ساتھ لگائے جاتے تھے۔ بند کر دیئے گئے ہیں۔

بکنگ پر پابندیاں

یکم مارچ سنہ ۳۲ء سے مندرجہ ذیل اسٹیشنوں اور ریل گاڑیوں پر درجہ درمیانہ اور سوئم کے بکنگ پر حسب ذیل پابندیاں عاید کر دی گئی ہیں۔

کراچی حیدرآباد سندھ سیکشن کے کسی سٹیشن سے تیسرے درجہ کا کوئی مسافر اس سیکشن کے کسی سٹیشن تک نمبر ۱ اپ کراچی سٹی۔ کوئٹہ میل پر سفر نہیں کر سکیگا۔

انٹر کلاس کے مسافر جنکے پاس مین لائین پر ایک سو میل سے کم فاصلہ کے ٹکٹ ہوں۔ لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۱ اپ اور نمبر ۲ ڈاؤن میل گاڑیوں پر سفر کرنے کے مجاز نہیں ہونگے۔

انٹر کلاس کے مسافر جن کے پاس مین لائن پر ایک سو میل سے کم فاصلہ کے ٹکٹ ہوں۔ دہلی اور پشاور چھاؤنی کے درمیان براستہ بھٹنڈا نمبر ۳ اپ اور نمبر ۴ ڈاؤن فرانٹیر میل گاڑیوں پر سفر نہیں کر سکیں گے۔

تھرڈ کلاس مسافر سہارنپور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۱ اپ اور نمبر ۲ ڈاؤن پر سفر نہیں کر سکیں گے۔

تھرڈ کلاس مسافر دہلی اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان نمبر ۶۱ اپ اور نمبر ۶۲ ڈاؤن میل گاڑیوں پر سفر نہیں کر سکینگے لیکن انہیں ٹرینوں پر انبالہ چھاؤنی اور کالکا کے درمیان سفر کرنے میں تیسرے درجہ کے مسافروں کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔

ان تیسرے درجہ کے مسافروں کے علاوہ جو کالکا شملہ کے سیکشن کے کسی سٹیشن سے کالکا کو یا کالکا سے اس لائن کے کسی دوسرے سٹیشنوں کو جانے والے ہوں۔ دوسرے تھرڈ کلاس کے مسافر نمبر ۸۸ ڈاؤن / ۸۷ اپ اور ۲۲ ڈاؤن / ۸۷ اپ پر سفر نہیں کر سکینگے۔

جن تیسرے درجہ کے مسافروں کے پاس مین لائنوں پر ۱۰۰ میل سے کم فاصلہ کا ٹکٹ ہوگا۔ وہ لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۵۵ اپ اور نمبر ۵۶ ڈاؤن ایکسپریس پر سفر نہیں کر سکیں گے۔

جن تیسرے درجے کے مسافروں کے پاس مین لائن پر ۵۰ میل سے کم فاصلہ کا ٹکٹ ہو۔ وہ سہارنپور اور لاہور کے درمیان نمبر ۲ اپ اور نمبر ۲ ڈاؤن ایکسپریس پر سفر نہیں کر سکینگے۔

جن تیسرے درجے کے مسافروں کے پاس مین لائن پر ۵۰ میل سے کم فاصلہ کا ٹکٹ ہو۔ وہ روہڑی اور لاہور کے درمیان نمبر ۲۳ اپ اور نمبر ۲۴ ڈاؤن ایکسپریس پر سفر نہیں کر سکینگے۔

نمبر ۱ اپ اور نمبر ۲ ڈاؤن کراچی سٹی کوئٹہ میل اور نمبر ۱۵ اپ بمبئی کولابہ لاہور ایکسپریس پر تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے جو پابندیاں عاید تھیں ان میں حسب ذیل ترمیم کر دی گئی ہے۔

تیسرے درجہ کے جن مسافروں کے پاس ایک سو میل سے کم فاصلہ کے ٹکٹ ہوں۔ ان کو رک کوئٹہ سیکشن پر نمبر ۱ اپ کے ذریعہ سفر کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ پابندی ان مسافروں پر حاوی نہیں ہوگی۔ جو رک کوئٹہ سیکشن کے کسی سٹیشن سے

(۱) سندھ پشین سیکشن براستہ سبی کے کسی سٹیشن تک
(۲) پیزنڈ اور زوداب سیکشن کے کسی سٹیشن تک اور
(۳) کوئٹہ اور چمن کے درمیان کسی سٹیشن تک سفر کریں

سوائے ان مسافروں کے جو رک سے آگے جانے والے ہوں تیسرے درجے کے ان مسافروں کو جنکے پاس ایک سو میل سے کم فاصلہ کے ٹکٹ ہوں۔ کوئٹہ رک سیکشن پر نمبر ۲ ڈاؤن میل کے ذریعہ سفر کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ یہ پابندی ان مسافروں پر عاید نہیں ہوگی۔

(۱) جو چمن کوئٹہ سیکشن کے کسی سٹیشن سے سبی کی جانب کوئٹہ سے آگے جانیوالے ہوں
(۲) کوئٹہ سبی سیکشن کے کسی سٹیشن سے سبی کے راستہ سندھ پشین سیکشن کے کسی سٹیشن کو اور
(۳) زوداب پیزنڈ سیکشن کے کسی سٹیشن سے کوئٹہ رک سیکشن کے کسی سٹیشن کو جانیوالے ہوں

تیسرے درجہ کے جن مسافروں کے پاس مین لائن پر ایک سو میل سے کم فاصلہ کے ٹکٹ ہوں۔ وہ دہلی اور لاہور کے درمیان نمبر ۱۵ اپ بمبئی ایکسپریس کے ذریعہ سفر نہیں کر سکیں گے۔ اس فاصلہ میں خارج ریلوے پر جو سفر طے کیا ہو۔ یا کرنا ہو۔ وہ بھی شامل ہوگا یہ پابندیاں ان مسافروں پر حاوی نہیں ہونگی۔ جو رائے ونڈ کے راستہ کراچی کو جانے والے ہوں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس۔
لاہور ۱۵ فروری سنہ ۳۲ء
دستخط اے۔ کوپر۔ برائے چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

مفرح یاقوتی

یاقوت، مشک، جدوار، مروارید، مرجان، عنبر، زعفران وغیرہ قیمتی ادویات کا مرکب۔

دماغی، جسمانی، اعصابی کمزوری کا فوری علاج کرو۔

مفرح یاقوتی آپ کی ہر قسم کی دماغی جسمانی۔ اور اعصابی کمزوری کو دور کریگی۔ یہ کمزور اور ناتوان مرد، عورت اور بچہ کیلئے اکسیر زندگی ہے۔ روح کو فرحت اور قلب کو تقویت پہنچاتی ہے۔ تمام دماغی کام کرنے والوں کیلئے اس سے بہتر دوا بمشکل ملیگی۔ بڑھاپے کیلئے آبحیات ہے۔ عورتوں میں ایام ماہواری کی بے قاعدگی کمی بیشی وغیرہ زچہ اور بچہ دونوں کیلئے پیام صحت اور دار وئے شفا ہے۔ حفاظت حمل اور بچوں کی حفاظت کیلئے صافی صحت ہے۔ ضعیفوں اور حاجتمندوں کے لئے کسی موسم کی تخصیص نہیں۔ وبائی امراض طاعون وغیرہ کے دنوں میں مفرح یاقوتی ایک تریاق کا کام دیتی ہے۔ انسان وبا کے اثر سے باذن اللہ محفوظ رہتا ہے۔ ہر گھر کی اور ہمیشہ پاس رکھنے کی چیز ہے۔ طبیب اعظم حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نور الدین اور دیگر تمام مشہور ڈاکٹروں اور حکیموں کی تصدیق کردہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ پانچ تولہ جو ایک ماہ کیلئے کافی ہے۔

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ بیرون دہلی دروازہ احمدیہ مبارک منزل لاہور سے طلب کرو۔

طب ہومیوپیتھی کی مکمل اور نایاب نادر تصنیف

پیام صحت المعروف ڈاکٹر (مکمل دو جلد)

جلد اول۔ دربارہ تشریح جسم انسانی و افعال الاعضاء حفظان صحت فلسفہ طب ہومیوپیتھی۔ طریق تشخیص امراض۔ طریق دواسازی خواص الادویہ ضخامت ۶۰۰ صفحات۔ تصاویر و نقشہ جات زائد از دو صد قیمت آٹھ روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔ **جلد دوم**:۔ دربارہ علم العلاج۔ علامات و اسباب مرض تشریح العلامات۔ دایہ گری۔ وطبی لغات۔ ضخامت گیارہ سو صفحات قیمت بارہ روپیہ علاوہ محصولڈاک:۔

رعایت:۔ ہر دو کے خریدار سے صرف اٹھارہ روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:۔ ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروزپور۔

اخبارات کے ریویو۔ نامور اطباء کی آراء۔ مضامین مندرجہ کی تفصیل مفت طلب کریں۔

ضرورت نکاح

ضلع گجرات کے ایک مخلص احمدی جو اپنے گاؤں میں امامت کراتے ہیں نکاح کے خواہشمند ہیں۔ ۱۲ بیگھے اراضی کے مالک ہیں عمر ۳۶ سال ہے۔ رشتہ خواہ کنوارہ ہو یا بیوہ۔ قومیت کی بھی کوئی شرط نہیں۔ یہی صاحب اپنے خاندان کی ایک بیوہ عمر ۲۰ سال کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ خط و کتابت اس پتہ پر ہو۔

ف۔ معرفت ایڈیٹر الفضل

شربت فولاد

شربت فولاد۔ جو کہ فولاد، کچلا، سنکھیا۔ اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لطیف اور خوش ذائقہ شربت ہے

شربت فولاد۔ عورتوں کی خاص بیماریوں مثلاً عام کمزوری۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔ اور ہسٹیریا کے لئے از حد مفید ہے۔

شربت فولاد۔ مرض اٹھرا کا بہت بڑا دشمن ہے۔

شربت فولاد۔ ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط پیدا ہوتا ہے

شربت فولاد۔ کے میٹھا ہونے سے ہر ایک عورت شوق سے استعمال کرتی ہے۔

شربت فولاد۔ کا ایک چھوٹا چمچہ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں۔

شربت فولاد۔ کی ساٹھ خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے محصولڈاک ۸/

تیار کردہ

فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

نقشہ ذیل میں

وہ سب گھڑیاں درج ہیں جو ۲۹ دسمبر سنہ کے الفضل میں کئی بار چھپ چکی ہیں۔ اور جلسہ سالانہ پر مقامی اور بیرونی احباب نے بشوق دیکھیں اور خریدیں۔ ہر آرڈر کی گھڑی پوری احتیاط بمعہ ضروری ہدایات اور منصفانہ ذمہ داری سے بھیجی جاتی ہے۔

نمبر	ہو بہو ولیسٹ اینڈ مگر قیمت قریباً نصف	نکل کیس	چاندی کیس	گولڈن
۱	کلائی کی گولڈن اپنی سائز جو لو ندار	[illegible]	-	[illegible]
۲	ہسلیدار کے سائز کی جو لو ندار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	ہکیپ نیک کے سائز کی جو لو ندار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	جیبی پینکس کے مانند ۱۶ سائز جو لو ندار	[illegible]	[illegible]	-

۵ اوپر کی ہر ایک گھڑی کی ہم شکل مگر جنیوا چال قیمت پانچ روپے و چھ روپے

۶ ٹائم پیس جرمنی بڑا الارم تے ریڈیم شدہ ڈبل گھنٹی للعہ بی سادہ للعہ

۷ سونیکی یا ولیسٹ اینڈ امریکن کلاک و ٹائم پیس کا علیحدہ معلوم کریں۔

المشتہر:۔ حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یوپی

زندہ کرامات

بے اولاد احباب توجہ فرمائیں۔

دنیا میں اکثر احباب داغ حسرت رکھتے ہوئے لاولد فوت ہو جاتے ہیں۔ اور اولاد جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور اپنی قسمت کے شاکی ہوتے ہیں۔ اس مرض کے تدارک کیلئے خاکسار کو ایک نسخہ خلیفۃ المسیح اول کا جس میں دعا اور دوا دونوں نہاں ہیں۔ دستیاب ہوا ہے اور اسقدر موثر ثابت ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹروں اور حکیموں کا لا علاج مریض تین ماہ کے عرصہ میں اپنے گوہر مقصود کو حاصل کر لیتا ہے۔

ہدیہ بصیغہ وی۔ پی۔ صیغہ پیشگی صرف

المشتہر

خاکسار محمد سعید احمدی ورنیکلر ہیڈ مڈل سکول ڈھنڈ تحصیل ترنتارن براستہ چک سکند ضلع امرتسر

بے روزگاروں کو مژدہ

جس کی فی زمانہ ملک میں ضرورت ہے۔ وہ کٹ پیس کی تجارت ہے۔ جس سے ہر مرد۔ عورت تھوڑے سے سرمایہ سے بھی کافی منافع حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ ہم نے چھوٹے بیوپاریوں کے فائدے کو مدنظر رکھتے ہوئے نمونہ کی گٹھڑیاں بنائی ہیں۔ یعنی اس میں ۴۰ پونڈ ٹرنکولین۔ مکشٹہ، سرج، متفرق قسم فی پونڈ للعہ، کل لعہ۔ مخمل ایک پونڈ للعہ، مخمل ایک پونڈ اعلیٰ صہ۔ ۲ گز مخمل ریشمی للعہ (دو گز سے زائد کا ٹکڑا) چھپولدار خوشنما سلک فی ٹکڑا ۱۵ گز ۱۰ فی گز للعہ۔ فی ٹکڑا ۱۹ گز چھپولدار چائنا سلک قیمت للعہ ۴ روپے۔ کل قیمت للعہ ۱۲۶ روپے

کرایہ مال گاڑی کا پورا۔ اور سواری گاڑی کا نصف بذمہ کمپنی ہوگا۔

ملنے کا پتہ

اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی پوسٹ بکس ۷۹۵ بمبئی

وصیت

نمبر ۱۰۳ / ۱۸:۔ میں علی حسن ولد منشی احمد بخش قوم ارائیں۔ پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال بیعت نومبر ۱۹۱۵ء ساکن سنور ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ / جنوری سنہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ قادیان میں ۳ گھماؤں زمین زرعی اور ایک کچی مکان سنور میں ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۱۶۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں زندگی تک اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور بحق صدر انجمن قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ جو میری جائداد بوقت وفات ثابت ہو۔ اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد:۔ بقلم خود علی حسن ہیڈ ڈرافٹسمین سنور ساکن سنور حالوارد قادیان۔ گواہ شد:۔ مولا بخش مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔ گواہ شد:۔ عبد اللہ مالی ساکن قادیان

ہندوستان کی خبریں

—— لاہور۔ ۱۹ فروری۔ سپیشل مجسٹریٹ مقدمہ سازش لاہور کی عدالت کی توہین کے مقدمہ میں ایڈیٹر طابع و ناشر روزنامہ ٹلاپ کو دو سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔

—— لاہور۔ ۱۸ فروری۔ پنجاب کونسل کے ۲۵ فروری کے اجلاس میں سید محمد حسین ایک قرارداد پیش کریں گے کہ حکومت پنجاب حکومت ہند سے درخواست کرے۔ کہ مسلمانوں کو قانون سارداسے مستثنےٰ قرار دیا جائے۔

—— ۷ فروری ۱۹۳۰ء کو موضع ہل شاہ دولہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں مارواڑیوں کے ایک خاندان نے جو ۱۲۷ افراد پر مشتمل تھا۔ برضا و رغبت اسلام قبول کیا۔

—— نئی دہلی۔ ۱۹ فروری۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں ایک قرارداد باتفاق رائے سے منظور ہو گئی جس میں وائسرائے کے ۳۱ اکتوبر کے اعلان پر اظہار خوشنودی کیا گیا۔ منشی نرائن پرشاد نے ترمیم پیش کی۔ کہ فی الفور درجہ مستعمرات مناسب تحفظات کے ساتھ عطا کر دیا جائے۔ مگر یہ ترمیم منظور نہ ہو سکی۔ اسی طرح مسٹر سہروردی کی ایک ترمیم بھی گر گئی۔ جس میں مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت میں مسلمانوں کے حقوق کا مناسب آئینی طریق پر تحفظ کیا جائے۔

—— امرتسر۔ ۱۸ فروری۔ آج ڈسٹرکٹ بورڈ کے ایک جلسہ میں ڈپٹی کمشنر نے اعلان کیا۔ کہ اس ضلع کے جدید بندوبست کے نفاذ کو پانچ سال تک ملتوی کر دینے کے احکام موصول ہو چکے ہیں۔ ضلع کے زمینداروں نے اس سلسلہ میں بہت ایجی ٹیشن کی تھی۔ لیکن ان کا مطالبہ تھا۔ کہ بیس برس کا التوا ہونا چاہیئے۔

—— کلکتہ۔ ۱۸ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ یونین الیشن کے ساتھ تعاون کر کے کامل آزادی کی مہم کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے مسٹر ایس۔ این ملک سابق رکن انڈیا کونسل کے زیر صدارت ایک کمیٹی مرتب کی گئی ہے۔ دو لاکھ روپے کے سرمائے سے ایک اخبار جاری کیا جائے گا۔ اور عوام تک پہونچنے کے لئے تنخواہ دار لیکچرار مقرر کئے جائیں گے۔

—— امرتسر۔ ۱۹ فروری۔ ان پانچ اشخاص میں سے جنہیں منیجر کارخانہ قالین بافی امرتسر پر بم پھینکنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ ایک شخص سلطانی گواہ بن گیا ہے۔

—— لاہور۔ ہائیکورٹ کے وکلا نے جسٹس ظفر علی کو الوداعی

پارٹی دی۔

—— پشاور۔ ۱۸ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جنرل محمود سمیع اور محمد ولی خان کے خلاف جس مقدمہ کی سماعت ہو رہی تھی۔ وہ ختم ہو گئی۔ عدالت نے انہیں مجرم قرار دے دیا ہے لیکن شاہ نادر خان نے ان کے متعلق اب تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا۔

—— نئی دہلی۔ ۱۹ فروری۔ اسمبلی کا یورپین ممبر سر آرتھر موڑ جس نے دو مرتبہ صدر پٹیل کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔ اپنی پارٹی سے اختلاف رائے کی وجہ سے مستعفی ہو گیا ہے۔

—— نئی دہلی۔ ۱۷ فروری۔ اسمبلی کے اجلاس میں مسٹر انوار الاعظم کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر جیمز کریرار نے کہا۔ کہ ظفر وال کے جھگڑے میں کمشنر نے کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ فریقین کو صرف مشورہ دیا تھا۔

—— لاہور۔ ۲۰ فروری۔ چونکہ حکومت نے قواعد جیل میں ترامیم کا اعلان کر دیا ہے۔ اور قیدیوں کو تین درجوں میں تقسیم کر کے ان سے بہتر سلوک کرنا منظور کر لیا ہے۔ اس لئے مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں نے جو ۴ فروری سے بھوک ہڑتال پر تھے۔ بھوک ہڑتال ترک کر دی۔

—— اسلامیہ کالج اور بعض دوسرے کالجوں سے بکرک الیکٹ کی چوری کے سلسلہ میں پولیس نے سات آٹھ نوجوانوں کو گرفتار کر کے پانچ مارچ تک ریمانڈ لے لیا ہے

—— پشاور۔ ۲۰ فروری۔ نادری حکومت نے اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت کی امداد کے لئے ایک مجلس شوریٰ منتخب کی جائے گی۔ ۲۰ سال کے ہر افغانی کو رائے دینے کا حق حاصل ہوگا۔ اور ۲۵ سال سے زیادہ عمر کا ہر افغان اس مجلس کا رکن منتخب ہونے کا اہل ہوگا۔ اس مجلس کے ۲۵ ارکان ہونگے۔

—— نئی دہلی۔ ۲۰ فروری۔ آج اسمبلی میں پریذیڈنٹ پٹیل نے گیلریوں کے قضیہ کی بابت گورنر جنرل کا ایک مکتوب پڑھ کے سنایا جس میں لکھا تھا۔ کہ اسمبلی ہال کے اندرونی احاطہ کی حفاظت کے متعلق حکومت کی تجویز ہے۔ کہ پولیس کے ایک افسر اعلےٰ کی خدمات حاصل کی جائیں۔ جو اندرونی احاطہ کی حفاظت کے لئے صدر کے سامنے جوابدہ ہوگا۔ افسر مذکور اگر اپنے تجربہ کی بنا پر خیال کرے۔ کہ حفاظت کے متعلق صدر کے احکام ناکافی ہیں۔ تو وہ اس کے متعلق اپنے سے اعلےٰ افسر سے مشورہ لیگا۔ لیکن اس حالت میں کہ اصلاح و مشورے ناممکن ہوں۔ اور صدر اسمبلی کی ہدایات لینے کا وقت نہ ہو۔ تو اس افسر کو ایک پولیس آفیسر کی حیثیت میں اختیار ہوگا۔ کہ وہ معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر جو کارروائی مناسب سمجھے۔ عمل میں لائے۔ صدر نے اس فیصلہ کو منظور کرتے ہوئے حکم دیا۔ کہ ۲۴ فروری دوشنبہ سے گیلریاں کھول دی جائیں۔

ممالک غیر کی خبریں

—— پیرس۔ ۱۷ فروری۔ موسیو ڈوموگو صدر جمہوریہ فرانس نے باقتدار جماعت کا استعفاء منظور کر لیا ہے۔

—— صوفیہ۔ ۱۷ فروری۔ دیہاتی اضلاع میں کونسلوں میں نمائندے بھیجنے کے لئے اراکین کا انتخاب ہو رہا تھا۔ کہ مختلف فرقوں میں ہنگامہ آرائی تک نوبت پہونچ گئی۔ جس کے اثنا میں پانچ آدمی مارے گئے۔

—— برلن۔ ۱۹ فروری۔ آج پولیس کی زبردست جمعیت نے کمیونسٹوں کے ہیڈ کوارٹر پر اچانک ہلہ بول دیا۔ اور بہت سی دستاویزات قبضہ میں کر لیں۔ جن سے دو لاریاں بھر گئیں۔ کئی سو بیکاروں نے تلاشی کے دوران میں مخالفانہ مظاہرہ کیا۔ مگر پولیس والوں نے انہیں باہر دھکیل دیا۔

—— لندن۔ ۱۹ فروری۔ ڈیلی سکیچ کا نامہ نگار مقیم روما رقمطراز ہے۔ کہ سابق شاہ امان اللہ خان افغانستان کو روانہ ہو گئے ہیں۔

—— امان اللہ خان کی ہمشیرہ یعنی سردار علی احمد جان کی بیوہ اپنے فرزند غلام احمد کے ساتھ کابل کو روانہ ہو گئی ہیں۔

طہران کی ایک خبر سے پایا جاتا ہے۔ کہ آقا ہویدا جو حکومت ایران کی طرف سے حجاز کے ایرانی سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ بہت جلد ایران سے بغداد کے راستہ جدہ چلے جائینگے۔

—— شمالی ایران میں ریلوں کی توسیع کا کام موسم کی خرابی کے باوجود تیزی کے ساتھ جاری ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ سال رواں کے دوران میں شمالی اور جنوبی ایران میں آٹھ سو میل لمبی ریلوے لائن پایۂ تکمیل کو پہونچ جائے گی۔

—— رایو ڈی جنیرو۔ ۱۸ فروری۔ صدر کے انتخاب کی مہم سرگرمی کے ساتھ جاری ہے۔ اس وقت تک گیارہ اشخاص مارے گئے ہیں۔ اور چونتیس زخمی ہوئے ہیں۔ یہ سب کچھ سیاسی جلسوں میں بدامنی رونما ہو جانے کی وجہ سے ہوا ہے۔ یکم مارچ کو انتخاب عمل میں آئے گا۔ جس سے مزید حادثات کا اندیشہ ہے۔

—— لندن۔ ۱۹ فروری۔ دار العوام میں ان الزامات کے متعلق جواب دیتے ہوئے کہ سویٹ حکومت روس میں مسیحیوں پر ظلم کر رہی ہے۔ مسٹر ہنڈرسن نے بیان کیا۔ کہ ماسکو میں برطانوی سفیر اس امر کی سخت کوشش کر رہا ہے۔ کہ واقعات کی اطلاع حاصل کرے۔ سفیر کا جو پہلا مراسلہ آیا ہے۔ وہ محض تمہیدی ہے۔ اور میں اسے شائع کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم کے صاحبزادہ نے کل شام کو بیان کیا۔ کہ ابھی ایک مہینہ ہوا۔ میں نے ہزاروں

[illegible]

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

جاؤنگا کیا شاہ ہوکر تو مجھے خالی ہاتھ لوٹا دے گا؟

اعتکاف کیا ہے؟ عاشق کی انتہائی بے بسی کا مظاہرہ اور اس کے ان لطیف اور باریک جذبات کا نقشہ ہے۔ جو ازل سے اس کی سرشت میں ودیعت کئے گئے ہیں۔ یہ وہ فطری عمل ہے۔ جو ہر بچہ اپنی ماں کے سامنے ادا کرتا ہے۔ آخر رحم خداوندی جوش میں آتا ہے۔ اور اس زمین پر گرنے والے بندہ کو اٹھاتا۔ اور بام رفعت پر پہونچا دیتا ہے۔ اعتکاف میں بندہ اپنے لئے قید کو قبول کرتا ہے۔ تاکہ ابدی آزادی حاصل کرے اعتکاف میں روزہ رکھنا لازمی شرط ہے۔ تاکہ اعتکاف تکمیل کا ذریعہ ہے۔ غرض اعتکاف عاشقانہ عبادت ہے جیسے حج میں ننگے سر ننگے پاؤں "اے خدا حاضر ہوں۔ اے خدا حاضر ہوں" کا نعرہ لگاتے ہوئے گرمی کے وقت عاشقوں کی عجب کیفیت ہوتی ہے۔ ویسے ہی اعتکاف بھی ایک ناقابل بیان سرور اور وجد انگیز کیفیت ہے اعتکاف میں لیلۃ القدر کی جستجو کی جاتی ہے۔ جو اپنے فیضان کے لحاظ نہایت مبارک رات ہے۔ مگر درحقیقت اس مہینہ کی ہر رات شب قدر اور ہر دن عید ہوتا ہے۔ دن کو اپنے محبوب کا کلام پڑھنے کا موقعہ اور رات کو اس کی بارگاہ میں عجز و نیاز سے لبریز التجائیں بغیر مٹی والی پیش ہوتی ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور شب و روز اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی اور عروج کے لئے دست بدعا رہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ ہو۔

اختر حامد

رمضان کا چاند

اکثر مقامات پر رمضان کا چاند ۳۱۔ جنوری ۱۹۳۰ء کو دیکھا گیا۔ اور پہلا روزہ شنبہ یعنی ہفتہ کے دن ہوا۔ مگر بعض مقامات پر جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا علم ہوا ہے اگر کسی مقام پر جمعرات کے دن چاند دیکھکر جمعہ کو روزہ رکھا گیا ہو تو بواپسی مطلع فرمائیں۔

خاکسار
ایڈیٹر "الفضل"

سالانہ تبلیغی رپورٹیں جلد بھیجی جائیں

میں اپنے اعلان مندرجہ اخبار الفضل مجریہ ۱۸ فروری کے صفحہ ۱۳ کالم ۳ میں سکرٹری صاحبان تبلیغ کی خدمت میں گذارش کرچکا ہوں کہ مجلس مشاورت کے لئے رپورٹ تیار کرنے کے لئے اپنی اپنی جماعت کی تبلیغی کارگذاری کے متعلق ۲۰ مارچ تک رپورٹیں دفتر میں بھجدیں۔ اور رپورٹیں تیار کرنے کے لئے مناسب ہدایات بھی اسی اعلان میں دے چکا ہوں۔ اب دوبارہ تاکید کرتا ہوں۔ کہ ان ہدایات کے مطابق رپورٹیں تیار کرکے تاریخ مقررہ سے پہلے پہلے بھجدینی چاہئیں۔ تاکہ میری تیار ہونے والی رپورٹ میں ان کا تذکرہ آسکے۔ اس کے بعد موصول ہونے والی رپورٹیں قطعاً نظر انداز کردی جائیں گی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

دو گھونٹ بادۂ شوق کے

"افطاری"

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

کیا مبارک ہیں۔ یہ ماہ رمضاں کی راتیں
علم و عرفان کی راتیں ہیں۔ مگر۔ تھوڑی ہیں
وہ ہے میخانہ بدوش اور گلستاں بکنار
عشق دل کھول کے ارمان نکالے اپنے
اپنے مولے سے مناجات کا بھی موقع ہے
لطف [illegible] ہے عجب قرأت قرآن مجید
عیش خود کام میں سرمست بھلا کیا جانیں
غم ملت میں گھلی جاتی تھی جان انور
جب سے ہے جلوہ فگن طلعت محمود زمن
عید کا دن ہے۔ سعید اور پر انوار۔ مگر
میگسار ازلی ہوں۔ مری تو یہ ابدی
کاہش ہجر بھی ہے۔ وصل کی خواہش بھی نہیں
اہل ظاہر نے مرے درد کا درماں نہ کیا
داستان دل پر درد بہت دلکش تھی

فضل و احسان خداوند زماں کی راتیں
چند گنتی کے ہیں ایام۔ کہاں کی راتیں
وصل جاناں کی عجب شوکت و شاں کی راتیں
حسن تابان و زمستان خزاں کی راتیں
ہو منوا جاتی ہیں ماہ رمضاں کی راتیں
قابل دید ہیں۔ یہ جار امساں کی راتیں
کس طرح گذریں شہ فیض رساں کی راتیں
یوں گذرتی تھیں مسیحائے زماں کی راتیں
ہو چکیں ختم۔ حکایات بتاں کی راتیں
اس سے روشن ہیں حبیب دل و جاں کی راتیں
نہ چھٹا جام نہ چھوٹیں رمضاں کی راتیں
دن مرے عید کے دن راتیں فغاں کی راتیں
اہل باطن میں کٹیں سوز نہاں کی راتیں
آہ تھوڑی ہیں مگر میرے بیاں کی راتیں

لوگ نادانی سے کہتے ہیں۔ کہ رنگیں ہونگی،
جان ہار اکمل خوننابہ فشاں کی راتیں،

سفر حج کے متعلق مفید معلومات

اس نام سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے محکمہ پبلیسٹی نے حاجیوں کی سہولت اور آرام کے لئے ایک نہایت خوبصورت اور عام فہم رسالہ شائع کیا ہے۔ جس میں حج کے متعلق ہر قسم کی ضروریات سے عمدگی کے ساتھ آگاہ کیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ رسالہ نہایت ہی مفید اور اس قابل ہے۔ کہ ہر وہ شخص جو اس سال حج کے لئے جانا چاہے۔ نہ صرف اس کا مطالعہ کرے۔ بلکہ دوران سفر میں اپنے پاس رکھے۔ امید ہے اس کی وجہ سے بہت کچھ آرام حاصل ہوسکیگا۔ ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے سے خط لکھکر ہر شخص مفت منگا سکتا ہے۔

قادیان کی نئی آبادی کا مکمل نقشہ

جن احباب نے قادیان کی نئی آبادی میں قطعات اراضی خرید لئے ہوئے یا خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک نقشہ تیار کرایا ہے جو ۳۰×۴۰ سائز پر ہے۔ اور پیمانہ چالیس کرم (۲۰۰ فٹ) ایک انچ ہے۔ اس میں قادیان کے نئے آباد شدہ محلہ جات کا تفصیلی خاکہ دکھایا گیا ہے۔ تاکہ ہر ایک قطعہ کی شکل اور محل وقوع وغیرہ امور گھر بیٹھے معلوم کئے جاسکیں۔ اور قطب نما کے ذریعہ سے جہات اربع کی تعیین کرکے اس کے مطابق نقشہ کے چاروں طرف ایک ایک انچ کے فاصلہ پر نمبروار نشانات لگا دئے گئے ہیں۔ اور ہر پانچ انچ کے فاصلہ پر شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً خطوط کھینچ دئے گئے ہیں جس کی وجہ سے اس نقشہ کے اندر آنے والی اراضی کے اس حصہ کی بھی تفصیلی پیمائش ہوگئی ہے جو ابھی آبادی کے اندر نہیں آیا۔ نیز منارۃ المسیح کو اس نقشہ کا مرکزی نقطہ قرار دیکر اس کے گرد ہر پانچ انچ کے فاصلہ پر دائرے کھینچ دئے گئے ہیں۔ تاکہ اس مرکزی نقطہ سے ہر ایک قطعہ اور ہر ایک مکان کا فاصلہ آسانی سے معلوم ہوسکے۔ یہ نقشہ ولایتی خوبصورت کاغذ پر چھپوایا گیا ہے اور لکھائی اور چھپائی کا بھی خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ فی نقشہ مقرر ہے۔ اور کتاب گھر قادیان سے یا بک ڈپو قادیان سے مل سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۶۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

مختلف مذاہب میں شادیوں کی تجویز اسمبلی میں

شریعت اسلامیہ میں صریح مداخلت

نہ صرف عام مسلمانوں کی اکثریت کی رائے کے خلاف بلکہ اسمبلی کے مسلمان ممبروں کی اکثریت کے احتجاج کی بھی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے شاردا ایکٹ پاس کر دینے پر مسلمانوں کے مذہبی امور میں دست اندازی اور دخل دہی کا جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ وہ گورنمنٹ کی کوتہ اندیشی اور برادران وطن کی سرگرمیوں کی وجہ سے روز بروز زیادہ مہیب شکل اختیار کر رہا ہے۔ کہیں "تحفظ مولیشیاں" کے رنگ میں مسلمانوں سے ان کا جائز حق غصب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہیں "آبیہ پواہ بل" کے نام سے مسلمانوں کو لپیٹنے کی چال چلی جا رہی ہے۔ کہیں مسلمان عورتوں کی غیر مسلم مردوں سے شادی جائز قرار دینے کا قانون بنوانے کی سعی کی جا رہی ہے۔ اور یہ تھوڑے سے عرصہ کی باتیں ہیں۔ نہ معلوم ابھی اور کیا کیا گل کھلیں گے۔

نہایت ہی رنج اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہندو صاحبان خواہ مخواہ مسلمانوں کے مذہبی امور میں دست اندازی کرنے کے نئے نئے طریق ایجاد کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جس مذہب کی طرف وہ خود منسوب ہوتے ہیں۔ اگر اس کی ناقابل عمل تعلیمات اور نقصان رساں احکام سے تنگ آ کر اس میں تغیر و تبدل کر لینا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ تو یہ قطعاً ان کا حق نہیں ہے۔ کہ اپنے مذہب کو نظر انداز کر کے جو طریق عمل وہ اپنی عقل اور سمجھ سے تجویز کریں۔ اس کا دوسروں کو بھی پابند بنائیں۔ اور خاص کر اسلام کے بارے میں انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ یہ ایسا کامل مذہب ہے۔ کہ اس کے بنیادی احکام میں تاقیامت کسی قسم کے تغیر و تبدل کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اور کوئی بڑی سے بڑی مشکل ایسی نہیں پیش آ سکتی۔ جس کا حل اسلام میں موجود نہ ہو۔ جن لوگوں کے پاس ایسا مکمل دینی اور دنیوی ضابطہ موجود ہو جو انسانی عقل و فکر کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ انسانوں کو وجود میں لانے والی ہستی کی طرف سے ہے۔ انہیں کیا ضرورت ہے۔ کہ انسانی عقل کے تجویز کردہ امور کی پابندی اختیار کریں۔ جن کے غلطی سے مبرا اور تغیر پذیر نہ ہونے کے متعلق نہ کوئی اطمینان دلا سکتا ہے۔ اور نہ کسی کو اطمینان ہو سکتا ہے۔

غرض ہندو صاحبان کا یہ فعل کسی لحاظ سے بھی درست نہیں قرار دیا جا سکتا کہ ہندوازم کے کوئیں سے نکل کر جس کھائی میں وہ اپنے آپ کو گرا رہے ہیں۔ اسی کی طرف مسلمانوں کو کھینچیں۔ اور یہ کوشش کریں۔ کہ جو نتائج ان کے لئے مرتب ہوں۔ وہی دوسروں پر عائد ہوں۔ لیکن گورنمنٹ کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہ مسلمان ہندوؤں کی تجویز کردہ اصلاحوں کو اپنے مذہب اور اپنی معاشرت میں دست اندازی سمجھتے ہیں۔ انہیں قانون ساز مجلس میں پیش کر دیتی اور پھر جیسے چاہے۔ سرکاری ممبروں کی تائید سے پاس بھی کرا لیتی ہے۔ شاردا ایکٹ اسی طرح پاس کیا گیا اور اب جبکہ اس کے خلاف مسلمان چیخ و پکار کر رہے۔ اور ان کا ایک طبقہ اس کے متعلق انتہائی قدم اٹھانے کے لئے تیار ہو رہا ہے ایک اور ہندو ممبر نے مختلف مذاہب میں شادیوں کے جواز کی تجویز پیش کر کے ایک اور فتنہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ چنانچہ ۱۳ فروری اسمبلی میں مسٹر جیکار نے تحریک پیش کی۔ کہ اس مسودہ قانون کو جس کے ذریعہ سے اسپیشل میرج ایکٹ ۱۸۷۲ء کی ترمیم کرانی مقصود ہے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

اسپیشل میرج ایکٹ ۱۸۷۲ء کا مطلب یہ تھا کہ جو مرد و عورت کسی مروجہ مذہب کے پابند نہ ہوں۔ وہ آپس میں شادی کر سکتے ہیں۔ چونکہ اس قانون کے ماتحت اختلاف مذہب رکھنے والے مرد و عورت کو آپس میں شادی کرنے کے لئے رجسٹرار کے سامنے اپنے اپنے مذہب سے دست بردار ہونا پڑتا تھا۔ اور بعد میں وہ پھر اپنا اپنا مذہب اختیار کر سکتے تھے۔ اس لئے اس طرح اس قانون سے ایک رنگ میں مکاری اور عیاری کو فروغ ہوتا تھا۔ ۱۹۲۳ء میں سر ہری سنگھ گوڑ نے اس میں یہ ترمیم کرائی۔ کہ ہندوؤں۔ جینیوں۔ بدھوں اور سکھوں کی آپس کی شادیاں جائز قرار دی جائیں۔ اب مسٹر جیکار یہ ترمیم پیش کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں۔ یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی یہ قانون عائد کیا جائے۔ یعنی مسلمان کہلانے والے ایک شخص کی غیر اہل کتاب عورت اور ایک مسلمان عورت کی شادی غیر مسلم مرد کیساتھ جائز قرار دیجائے۔

اسلام نے اہل کتاب غیر مسلم عورتوں سے مسلمان مرد کو شادی کرنے کی تو اجازت دی ہے۔ اور صاف طور پر قرآن میں موجود ہے۔ کہ والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن۔ کہ پاکدامن مومن عورتیں اور پاکدامن ان میں سے عورتیں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے۔ جب تم ان کے مہر ادا کر دو۔ تو وہ تمہارے لئے جائز ہیں۔

اس آیت میں گویا ان تمام اقوام کی عورتوں سے شادی کرنے کی مسلمانوں کو اجازت دی گئی ہے۔ جو اپنے مذہب کی بنیاد کسی نہ کسی الہامی کتاب پر رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اسلام نے کسی غیر مسلم کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں ٹھیرایا۔ حتیٰ کہ یہاں تک حکم دیا ہے۔ کہ اگر کوئی غیر مسلم عورت مسلمان ہو جائے۔ اور اس کا خاوند غیر مسلم ہو۔ تو اس کا ایسے خاوند سے تعلق قطع کرا دینا چاہئے چنانچہ آتا ہے۔ فان علمتموھن مؤمنٰت فلا ترجعوھن الی الکفار۔ لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن۔ کہ جو عورتیں مسلمان ہو جائیں۔ انہیں ان کے کافر خاوندوں کے ہاں نہ بھیجو کیونکہ نہ وہ عورتیں کافروں کے لئے حلال ہیں۔ اور نہ کافر ان کے لئے۔

غرض اسلام میں یہ مسئلہ ایسا صاف اور واضح طور پر بیان ہو چکا ہے۔ کہ کوئی پہلو ایسا نہیں جس سے مسلمان عورت کی شادی غیر مسلم مرد سے یا مسلمان مرد کی شادی غیر اہل کتاب مشرکہ سے جائز قرار دی جا سکے۔ پھر کس قدر تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ شریعت اسلامیہ کے اس صاف اور صریح حکم کے خلاف گورنمنٹ اسمبلی میں تجویز پیش کرنے کی اجازت دے دیتی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ دعوےٰ بھی رکھتی ہے۔ کہ وہ کسی کے مذہب میں دست اندازی نہیں کرتی۔

ہم ہندو صاحبان سے پہلے بھی عرض کر چکے ہیں۔ اور اب بھی کہتے ہیں۔ وہ اپنے لئے جو قانون چاہیں پاس کرائیں۔ اور اپنے مذہب میں جس طرح چاہیں تغیر و تبدل کریں۔ ہمیں نہ صرف کوئی اعتراض نہیں بلکہ خوشی ہو گی۔ لیکن ہمیں اپنے ساتھ نہ گھسیٹیں۔ کیونکہ ہم یہ گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ اپنی مکمل شریعت کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹکتے پھریں۔ اگر ہندو انصاف اور معقولیت سے کام لیتے۔ تو ہمیں یہ کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی لیکن وہ خواہ مخواہ مسلمانوں کو لپیٹنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی معقول سے معقول بات سننے کے لئے ان کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان اچھی طرح انہیں سنا دیں۔ اور گورنمنٹ کو بھی بتا دیں۔ کہ اسلام میں دست اندازی کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اور اس میں ایک شعشہ کی کمی بیشی کرنے کی بھی کسی کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔

کانگریسیوں کی ستم ظریفی

کانگریسیوں نے کانگریس کی مجلس عاملہ میں دو مسلمانوں کے سوا اور کسی کو منتخب نہ کیا۔ حتےٰ کہ ڈاکٹر کیچلو جو کانگریسی کہلانے کے شوق میں ملک بہ مذہب کو قربان کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔ اور ڈاکٹر عالم جو کانگریسیوں میں پیش پیش رہنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ انہیں بھی کسی نے نہ پوچھا۔ لیکن اب مجلس عاملہ میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے۔ کہ وہ تحریک آزادی میں ہندوؤں کے ساتھ چل نہیں سکتے۔ یا چلنا نہیں چاہتے۔ چنانچہ کانگریس کا شیدائی "تاپ" (۱۸ر جنوری) لکھتا ہے۔

"ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں جتنے ممبران شامل ہوئے ہیں۔ وہ سب نام اور جنم کے لحاظ سے ہندو ہیں۔ یہ تعجب کا مقام ہے۔ کہ کسی بھی مسلمان ممبر نے اس اہم اجلاس میں شامل ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ آخر معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ آیا ان مسلمانوں کے خیال میں یہ اجلاس غیر ضروری تھا۔ یا اب وہ تحریک آزادی کی تائید میں اپنے ہندو رفقاء کار کے شانہ بشانہ چلنے کے لئے تیار نہیں"

اگرچہ دو مسلمان ممبروں میں سے ایک مجلس عاملہ کے اس اجلاس میں شریک ہوا۔ جس کا ذکر "تاپ" نے کیا ہے۔ مگر وہ بھی باوجود "سید محمود" کہلانے کے "تاپ" کے نزدیک "نام اور جنم کے لحاظ سے ہندو" ہی قرار پایا۔ اور کانگریسی مسلمانوں کو یہ سرٹیفکیٹ مل گیا کہ "اب وہ تحریک آزادی کی تائید میں اپنے ہندو رفقاء کار کے شانہ بشانہ چلنے کے لئے تیار نہیں"

بات یہ ہے۔ مسلمان خواہ اپنی ساری کی ساری قوم کو ہندوؤں کی خاطر قربان کر دیں۔ پھر بھی ہندو اُن سے خوش رہیں۔ ناممکن ہے۔

ایک دوسرے سے گائے کی طرح محبت کرو

انسانیت اور عقل کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ انسان کے لئے انسان ہی نمونہ بن سکتا ہے۔ دنیا کا کوئی حیوان انسان کا ہادی یا اس کے لئے نمونہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں انسان بلحاظ اپنے علم و عقل سب سے برتر اور اشرف مخلوق ہے۔ لیکن

"وید کہتا ہے۔ کہ جس پرکار گائے اپنے نئے پیدا ہوئے بچھڑے کے ساتھ پیار کرتی ہے۔ اسی پرکار کا پیار ہر ایک منش کو ایک دوسرے کے ساتھ کرنا چاہیئے" (پرکاش ۱۶ر فروری)

وید کی اس قسم کی تعلیم سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ان لوگوں کے لئے تھی جو تہذیب و تمدن۔ اخلاق و عادات میں بالکل ابتدائی مرحلہ پر تھے۔ ان کی عقل و فکر کی رسائی گائے بیل اور بھیڑ بکری تک ہی محدود تھی۔ وہ حیوانات میں ہی رہتے اور انہی کو اپنا استاد بلکہ معبود سمجھتے تھے۔ اب جبکہ دنیا بہت ترقی کر چکی ہے۔ اور انسان انسانیت کے کمال کو پہنچ چکا ہے۔ اس وقت یہ کہنا۔ کہ تم ایک دوسرے سے اس طرح پیار کرو جس طرح گائے اپنے تازہ بچہ سے کرتی ہے۔ انسانیت کی ناقابل معافی ہتک ہے۔

حصول آزادی کیلئے گاندھی جی کو کلی اختیار

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ نے مکمل آزادی حاصل کرنے کے لئے گاندھی جی کو سیاہ و سفید کا مالک قرار دیکر کلی اختیار دے دیا ہے۔ کہ "وہ جب چاہیں جس طریق پر چاہیں۔ اور جس حد تک چاہیں۔ سول نافرمانی کا آغاز کریں"۔ گاندھی جی نے اس کام میں صرف ان لوگوں کو شریک ہونے کی اجازت دی ہے۔ "جو آزادی کامل کے حصول کے لئے عدم تشدد کے اصول کو بنیادی عقیدہ کے طور پر تسلیم کرتے ہیں"

اگرچہ ابھی تک گاندھی جی نے اپنا تفصیلی پروگرام شائع نہیں کیا۔ اس لئے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کس رنگ اور کس طریق سے سول نافرمانی اور ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کی ایک "تجویز" بہت شہرت پا رہی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ "رضا کاروں کی ایک مقررہ تعداد حکومت کے ذخیرہ نمک کی طرف جائے۔ اور وہاں سے محصول ادا کئے بغیر نمک اُٹھا لائے" (زمیندار ۱۸ر فروری)

عدم تشدد کے اصول کو بنیاد قرار دیکر ایک ملک کے ملک کو مکمل آزاد کرا لینا تو مجیر العقول ہے ہی۔ اگر سول نافرمانی ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرا کر اور نمک کے ذخیرہ پر ڈاکہ ڈلوا کر گاندھی جی امن قائم رکھ سکے۔ تو بہت بڑی بات ہوگی۔ چورا چوری کا واقعہ ابھی اکثر لوگوں کو یاد ہے۔ اور گاندھی جی کو تو یقیناً بھولا نہ ہوگا۔ انہوں نے ایسی حالت کے انسداد کے متعلق پورا پورا انتظام کر لیا ہوگا۔ لیکن اگر نہیں کیا۔ اور اب کے بھی گھٹنے ٹیک دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو اس طرف رُخ ہی کیوں کرتے ہیں۔

بلدیہ بمبئی کی مسلم آزاری

اس سے قبل لکھا جا چکا ہے۔ کہ بلدیہ دہلی کی ہندو اکثریت نے فروخت گوشت کے متعلق ایسے قوانین مقرر کر دیئے ہیں۔ جو مسلمانوں کے لئے حد درجہ پریشان کن ہیں۔ اب تازہ اطلاع ہے کہ بلدیہ بمبئی نے جس میں ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ قرارداد پاس کی ہے۔

"حکومت سے مطالبہ کیا جائے۔ کہ وہ بمبئی میں مواشی ذبح کرنے کے لئے ایسے خاص قوانین وضع کرے۔ جن کی رُو سے بھیڑ بکری کے ماسوا تمام دیگر مواشی کو جن کی عمر آٹھ سال کی نہ ہو۔ ذبح نہ کیا جائے" (وطن ۱۶ر فروری)

راجہ رگھو نندن پرشاد کے مسودہ میں مذہبی تقریبات کا استثنا رکھا گیا تھا۔ لیکن بلدیہ بمبئی کی تجویز نے اس کا بھی کوئی خیال نہیں رکھا۔ حالانکہ احادیث میں بہ تاکید نوجوان فربہ اور موٹے تازے جانوروں کی قربانی کا ارشاد موجود ہے۔

اگرچہ حکومت بمبئی سے یہ توقع تو نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ اس بیہودہ تجویز کو منظور کر کے مسلمانوں کو خواہ مخواہ پریشان کریگی۔ لیکن اس سے کم از کم ہندوؤں کے ارادے تو ضرور ظاہر ہیں۔ کہ اگر ان کا بس چلے۔ تو کیسے کیسے قوانین یہاں رائج کر دیں۔

پنجاب میں مقدمات کی لعنت

پنجاب میں ۱۹۳۸ء میں فوجداری عدالتوں کے کام کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سال زیر رپورٹ میں مقدمات فوجداری کی تعداد ۲۰۶۸۷۹ تھی۔ جو سال ماسبق سے بقدر ۱۵۹۹ زیادہ ہے۔ ان میں سے انسانی زندگی پر اثر انداز ہونے والے جرائم کی تعداد ۲۲۱۰۴ تھی۔

فوجداری مقدمات کی یہ کثرت اہل پنجاب کی اخلاقی حالت کا جو نقشہ پیش کرتی ہے۔ اسے جانے دیجئے۔ صرف یہ دیکھئے۔ کہ ان مقدمات پر غریب اور مفلس پنجابیوں کا کس قدر روپیہ وکیلوں کی فیسوں میں عدالتی کارکنوں کو خوش کرنے میں۔ دور دراز مقامات سے عدالت تک پہنچنے میں۔ پھر وہاں خوراک و رہائش کے انتظامات میں خرچ ہوا ہوگا۔ مقدمات کی پیروی میں جو وقت صرف ہوا۔ کاروبار کا جتنا حرج ہوا۔ جو قوت عمل ضائع ہوئی وہ اس کے علاوہ ہے۔ پھر یہ صرف فوجداری مقدمات ہیں۔ دیوانی اس سے علیحدہ ہیں جو اخراجات کے لحاظ سے فوجداری مقدمات سے بہت بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں۔ یہ ایک صوبہ کا حال ہے۔ اور وہ بھی اس صوبہ کا جو تہذیب و تمدن اور تعلیم کے لحاظ سے کئی دیگر صوبوں سے ترقی یافتہ ہے۔ اس پر باقیوں کا قیاس کر لیجئے۔ اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ ہندوستانی جو سوراج کے لئے بے چین ہو رہے ہیں۔ انہیں سوراج کے قابل بننے کی کس قدر ضرورت ہے۔ جو لوگ شرافت کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ آپس میں انسانوں کی طرح سلوک نہیں کر سکتے۔ کمزور اور بے کس کو پناہ دینے کی بجائے اس پر ظلم و ستم روا رکھتے ہیں۔ کس طرح ممکن ہے کہ وہ غیروں کی غلامی اور ان کی محتاجی سے آزاد ہو سکیں۔ پہلے انسان بننا سیکھو۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو۔ تاکہ آپس میں حقیقی اور پختہ اتحاد قائم ہو۔ پھر آزادی کے لئے کوشش کرو۔

دھرم بھکشو کی کتاب ضبط

گورنمنٹ گزٹ صوبہ متحدہ کے تازہ پرچہ میں جن چار کتابوں کے ضبط کئے جانے کا اعلان ہُوا ہے۔ ان میں سے ایک دھرم بھکشو کی کتاب "کلام الرحمٰن وید ہے۔ یا قرآن" بھی ہے۔ لیکن یہ ضبطی ہندی ایڈیشن کی ہے۔ اور اردو ایڈیشن ضبط نہیں کیا گیا۔ حالانکہ مسلمانوں کی دلآزاری اور تکلیف دہی کا بڑا موجب اردو ایڈیشن ہی ہے۔ اب جبکہ ہندی ایڈیشن کو ضبط کر کے گورنمنٹ یو۔ پی نے اعتراف کر لیا ہے کہ یہ کتاب واقعی دلآزار اور نفرت انگیز ہے۔ اور اس کی وجہ سے ملک کا امن برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ اس کا اُردو ایڈیشن ضبط نہ کیا جائے۔ اور دیگر صوبوں کی حکومتیں خاص کر پنجاب گورنمنٹ اسے ضبط نہ کرے۔

ہم نہیں سمجھتے۔ مسلمانان پنجاب کی طرف سے اس قدر زور کے ساتھ صدائے احتجاج بلند ہونے اور دھرم بھکشو کی فتنہ انگیزی کی طرف تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ گورنمنٹ کو توجہ دلانے کے باوجود اس وقت تک کیوں قانون کو حرکت نہیں دیجاتی۔ اور کیوں ایسے مفسد کے خلاف مقدمہ نہیں چلایا جاتا۔

احمدیوں کیلئے قادیان کی رہائش

۶۔ دسمبر ۱۹۲۹ء کے "الفضل" میں قادیان کی رہائش کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر شائع کی گئی تھی۔ جس میں حضور نے فرمایا ہے:۔

"جو شخص سب کو چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا۔ اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے۔ کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے"

اس پر اخبار "اہلحدیث" ۱۴۔ فروری لکھتا ہے:۔

"مرزا صاحب کے اس الہام نے تمام ان احمدیوں کو جو قادیان میں سکونت نہیں رکھتے۔ اور نہ اپنے گھر سے ہجرت کر کے قادیان میں جانے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ دائرہ مرزائیت سے خارج کر دیا ہے۔ اس لئے آج ہی مرزائی صاحبان اپنے اپنے اہل وعیال کو لے کر قادیان دارالامان میں بودوباش اختیار کریں۔ ورنہ مرزائیت سے ہاتھ دھو بیٹھیں"

اول تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھ کر کہ "کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا" خود ہی اہلحدیث کے نامعقول اعتراض کا جواب دے دیا ہے۔ کیونکہ ایسا کوئی احمدی نہیں جسے قادیان آنے اور رہنے کی خواہش نہ ہو۔ اور جب ہر ایک احمدی کے دل میں یہ تمنا موجود ہے۔ تو حسب فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما الاعمال بالنیات۔ اس کے ایماندار اور احمدی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مراد اس سے کامل الایمان اور اول درجہ کا مومن بننا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

اشارات

جیسا کہ ہم کسی گذشتہ پرچہ میں ثابت کر چکے ہیں۔ غیر مبایعین کو مقدمہ بازی کا بے حد شوق ہے۔ ذرا سی بات پر ایک نہ دو اکٹھے چار قانون دانوں کی طرف سے مقدمہ بازی کا نوٹس تو ہم خود وصول کر چکے ہیں۔ غالباً ان کے گروہ میں یہی تین چار اڈوکیٹ ہیں جن سے موقع بے موقع کام لیا جاتا ہے۔ ورنہ نوٹس دینے والوں کی فہرست اور بھی طویل ہوتی۔ پھر بڑے بڑے جلی عنوانات کے ساتھ "شمالی ہند کے کثیر الاشاعت اخبار پیغام صلح" میں اپنے ایسے کارناموں کا اعلان کیا جاتا۔ اور سمجھ لیا جاتا ہے۔ ادھر پیغام میں "پچاس ہزار تاوان کا مطالبہ" شائع ہوا۔ ادھر اُن کے مخاطب یا تو ہاتھ باندھے معافی مانگتے نظر آئیں گے۔ یا پھر "حضرت امیر ایدہ اللہ" کی خدمت میں پچاس ہزار کی تھیلیاں پیش کر دیں گے۔ کیونکہ "حضرت امیر ایدہ اللہ اپنے وکلاء کی معرفت" بڑی فراخدلی سے فرما چکے تھے۔ وہ اپنی "شہرت کو نقصان" پہنچنے اور اس کام کے "تباہ ہونے کا معاوضہ جو انہیں" اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہے "صرف پچاس ہزار روپیہ نقد وصول کر لینے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے کہ جب جنرل کونسل کے آپ پریزیڈنٹ ہیں۔ اس لئے نزدیک آپ کی "شہرت" اور آپ کے "مقدس کام" کی قیمت کا یہی اندازہ ہے۔

اگرچہ اس بات کا سمجھنا آسان نہیں۔ کہ "نقصان رسیدہ شہرت" اور "تباہ شدہ مقدس کام" پچاس ہزار نہیں۔ پچاس کروڑ روپیہ رکھ لینے سے بھی کس طرح اپنی پہلی حالت اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے۔ کہ ایڈیٹر "الفضل" کو "انجمن کی جنرل کونسل کے فیصلہ کے مطابق حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے وکلاء کی معرفت" جو "دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی کا نوٹس" دیا۔ اس میں ایک طرف تو ایک مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا۔ اس میں جو الزامات لگائے گئے ہیں۔ "ان کی غرض و مدعا سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ حضرت مولانا کی شہرت کو نقصان پہونچایا جائے۔ اور اس مقدس کام کو تباہ کیا جائے۔ جو حضرت ممدوح کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔" اور دوسری طرف ان الزامات کی تردید کرنے اور معافی مانگنے کی بجائے لکھا:۔

"آپ کو یہ اختیار ہے۔ کہ اگر معافی مانگنے کا ارادہ نہ ہو۔ تو پندرہ دن کے اندر اندر پچاس ہزار روپیہ حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کر دیں"

اگر حالات اجازت دیتے۔ تو ہم "پچاس ہزار روپیہ حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کر کے "ہمیشہ کے لئے ان کی "شہرت" اور ان کا "مقدس کام" خرید لیتے۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ کیا جا سکا۔ اور ایک عمدہ موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ خیر مضیٰ ما مضیٰ۔ لیکن پیغامی نوٹس بازی سے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ مقدمہ بازی کے کس قدر شائق ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت امیر بھی یہ کھیل کھیلنا پسند فرماتے ہیں۔

لیکن حیرت کی بات ہے۔ ایک مقدمہ جو انہی ایام میں دائر ہوا تھا۔ جبکہ "الفضل" پر دائر کردہ مقدمہ میں برابر کی چوٹ سے مجبور ہو کر انہوں نے صلحنامہ داخل کیا تھا۔ اس کا آج تک "پیغام" میں کبھی ذکر نہ آیا۔ ہم نے سمجھا تھا کسی نہ کسی طرح آپس میں تصفیہ ہو گیا ہو گا۔ لیکن ۱۶۔ فروری کے "زمیندار" سے معلوم ہوا۔ تصفیہ تو ہو گیا ہے۔ مگر "گھر میں" نہیں۔ "کچہری میں" اور "حضرت امیر" کے ذریعہ نہیں۔ بلکہ "عدالت خفیفہ" کے ذریعہ۔

اخبار "زمیندار" کا نامہ نگار لکھتا ہے:۔ "چوہدری محمد حسین صاحب سابق منیجر دارالکتب اسلامیہ انجمن احمدیہ لاہور کو انجمن مذکور نے بعض وجوہ کی بناء پر برطرف کر دیا تھا۔ اور ان کی چند ماہ کی تنخواہ باقی تھی چوہدری صاحب نے انجمن کے خلاف عدالت خفیفہ میں دعویٰ دائر کر دیا اور انجمن کے خلاف ۵۵۲ روپیہ ۲۔ آنے ۶۔ پائی کی ڈگری ہو گئی۔ جس کا اجراء چوہدری صاحب نے کرا لیا ہے"

چوہدری صاحب کو تو ہم مبارکباد کہتے ہیں۔ کہ ان کا حق انہیں مل گیا۔ لیکن "حضرت امیر" اور ان کے "برادران" سے کیا کہیں جنہوں نے ایک محنت پیشہ انسان کو حق الخدمت کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور کیا۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد یہ ہے۔ کہ مزدور کو اُس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو۔

اگرچہ اس بات کی تردید ہو گئی ہے کہ سابق مہاراجہ اندور کی امریکن رانی نے جسے بڑی دھوم دھام سے شدھ کر کے سر مشٹھا دیوی بنایا گیا تھا طلاق لے کر علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ لیکن وہی لوگ جو اس کی شدھی کو ویدک دھرم کی صداقت کی بہت بڑی دلیل بتاتے اور جو یہ توقع رکھتے تھے

کہ اس کے ذریعہ یورپ میں ویدک دھرم کی اشاعت کا رستہ کھل گیا ہے۔ اور اب دھڑا دھڑ دیو نہیں۔ تو دیویاں شدھ ہونے لگ جائیں گی۔ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ ایک ایسے ملک کی استری۔ جہاں بات بات پر طلاق کے مطالبے ہوتے ہیں۔ کب تک بیواہ کی زنجیروں میں جکڑی رہ سکتی ہے" (پرکاش ۱۶۔ فروری ۱۹۳۰ء) اگر مہاراجہ اندور کی رانی بننے کے بعد بھی امریکن لیڈی "ملر" ہی رہتی۔

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ آزادی سے قبل تصفیہ حقوق ضروری ہے

ہندوستان کیلئے بہترین نظام حکومت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۳۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

گو رمضان کے لحاظ سے اس مضمون کو چنداں اہمیت حاصل نہیں جس کے متعلق آج میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن چونکہ ہماری جماعت دوسروں سے ملکر رہتی ہے۔ ملکر کام کرتی ہے۔ دوسروں کے خیالات سنتی ہے۔ اپنے گرد و پیش کے حالات سے متأثر ہوتی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس سوال کے متعلق جس قدر جلدی ہو سکے مجھے اپنی رائے کا اظہار کر دینا چاہیئے۔ تا وہ احباب جو اس معاملہ میں میری

رہنمائی کے منتظر

ہیں یا محتاج ہیں۔ میرے خیالات سنکر کوئی رائے قائم کر سکیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اس سوال کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات کافی موجود ہیں۔ لیکن ہر انسان میں اتنی قوت و طاقت نہیں ہوتی۔ کہ وہ تحریرات سے کوئی صحیح نتیجہ اخذ کر کے اپنے لئے اسوہ قرار دے سکے یا درست تجویز کر لے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ ضروری ہے۔ کہ ایسی طبائع کے لئے جو مزید تشریح کی محتاج ہیں۔ یا جو قوت استدلال نہیں رکھتیں۔ یا

جذبۂ اخلاص

کی وجہ سے ہر معاملہ میں خلیفہ کی طرف نگاہ اُٹھاتی ہیں۔ کہ کیا آواز آتی ہے۔ اپنے خیالات کا اظہار کر دوں۔ وہ معاملہ

سیاسی سوال

ہے۔ جو اس وقت ہمارے ملک کے سامنے پیش ہے۔ مجھے اس بارہ میں جلدی اظہار خیالات کی ضرورت اس وجہ سے بھی پیش آئی ہے کہ بعض دوستوں کی طرف سے سوال ہوا ہے۔ کہ اس معاملہ میں اپنے خیالات ظاہر کر دوں۔

ہمارے اخبار بین حضرات اس امر سے واقف ہیں۔ کہ اس وقت ہندوستان میں زور سے یہ سوال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ اب ہندوستان کو انگریزی اثر سے آزاد کرانا چاہیئے۔ یہ خیال ایسا

قدرتی خیال

ہے۔ کہ کوئی بھی انسان اس سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ حب الوطنی ایسی چیز ہے جس سے کوئی انسان محروم نہیں۔ گو بعض لوگ لالچ اور حرص وغیرہ کی وجہ سے اسے دبا لیتے ہیں۔ اور بعض اس کے صحیح معنے نہ سمجھنے کی وجہ سے غلط راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ میں ایک منٹ کے لئے بھی یہ باور نہیں کر سکتا۔ کہ جو پولیس حکومت کے اقتدار کو مضبوط کرنے یا وہ سی۔ آئی۔ ڈی (خفیہ پولیس) جو اس لئے مقرر ہے۔ کہ حکومت کے خلاف خیالات کی اشاعت کرنے والوں کی سرگرمیوں سے ارکان حکومت کو مطلع کرتی رہے۔ وہ بھی

آزادی کے خیال سے

عاری ہو۔ دل میں وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ ہر قوم کو حق ہے۔ کہ آزادی حاصل کرے۔ لیکن چند پیسوں کے لئے وہ خیالات کو چھپانے پر مجبور ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ یہی لوگ جب پنشن پانے کے بعد گھروں میں جاتے ہیں۔ تو وہ بھی آزادی کا شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے دل میں پہلے بھی آزادی کا خیال تھا لیکن ملازمت کی وجہ سے وہ اسے ظاہر نہیں کرتے تھے۔

غرضیکہ آزادی ایک ایسا جذبہ ہے۔ کہ میں باور ہی نہیں کر سکتا کہ کوئی انسان اس سے خالی ہو۔ فرق صرف ذریعہ حصول آزادی اور

آزادی کی صورت

کا ہے۔ بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو ایسے رنگ میں آزادی حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ وہ انگلستان سے وابستہ بھی رہے لیکن اندرونی معاملات میں آزاد ہو۔ بلکہ انگلستان جو بیرونی معاملات طے کرے۔ ان میں بھی ہندوستان کو

مساویانہ رائے

دینے کا حق ہو جیسے آسٹریلیا اور کینیڈا وغیرہ کو ہے۔ بعض لوگ اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ انگریزوں کا ہندوستان سے کسی قسم کا بھی تعلق نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ہندوستان جیسے مناسب سمجھے بادشاہ یا صدر منتخب کر کے اپنا انتظام کرے جیسے جرمنی یا فرانس کی آزاد حکومتیں ہیں۔ یہ نقطۂ نگاہ

کانگریس کی طرف سے

پیش کیا گیا ہے۔ اور اب اس رو کو سارے ملک میں چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کانگریس کی طرف سے اس نظریہ کے پیش ہونے سے قبل پنڈت موتی لال نہرو نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ ملکر جو بخیال خود ملک کے نمایندے بن گئے تھے۔ کیونکہ انہیں کسی نے منتخب نہیں کیا تھا۔ ایک طریق حکومت تجویز کیا تھا جس سے مسلمانوں کو عموماً اور

جماعت احمدیہ کو خصوصاً

شدید اختلاف تھا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ حکومت ہندوؤں کے ہاتھ میں دیدینے اور مسلمانوں کے حقوق کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ سکھوں کو بھی اس سے شدید مخالفت تھی۔ اور اس کے خلاف نہایت زور و شور سے پروپاگنڈا کیا گیا۔ اب جبکہ کانگریس نے

مکمل آزادی

کا اعلان کیا۔ ساتھ ہی نہرو رپورٹ کی موقوفی کا بھی اعلان کر دیا۔ اور قرار دیدیا۔ کہ آیندہ جب کوئی حکومت قائم ہو جائیگی۔ تو کوئی ایسا نظام حکومت قائم نہیں کیا جائے گا جس سے مسلمان اور دیگر اقلیتیں رضامند نہ ہوں۔ گویا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ سب ملکر آزادی حاصل کر لیں۔ آزادی حاصل ہونے تک تمام اختلافات کو دبائے رکھا جائے۔ آزادی حاصل ہونے کے بعد مسلمانوں کے مشورہ اور ان کے مطالبات کو پیش نظر رکھکر نظام حکومت تجویز کیا جائیگا۔ اس پر بعض مسلمان رضامند ہو گئے ہیں۔

اس سوال کا ایک

مذہبی پہلو

بھی ہے۔ یہ بات ہمیشہ مد نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ آزاد حکومت محبت

سے تول نہیں سکتی کسی سے یہ کہنا کہ اپنا بوریا بدھنا یہاں سے اُٹھا کر چلے جاؤ۔ ایسی بات ہے۔ جو بغیر لڑائی جھگڑے کے طے نہیں ہو سکتی اور

قائم شدہ حکومت سے جنگ

احمدی نقطۂ نگاہ سے مذہب کے خلاف ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے ماتحت یہ طریق ہر حال ناجائز اور ناپسندیدہ ہے۔ اور یہ خیال کہ انگریز اپنی مرضی سے چلے جائیں گے۔

انسانی فطرت کی ہنسی

اُڑانا ہے۔ بادشاہت تو بڑی چیز ہے۔ کوئی چپہ بھر زمین بھی بغیر لڑائی کے نہیں چھوڑتا۔ پھر یہ خیال کہ اتنا بڑا ملک جو انگلستان سے ۲۰-۲۵ گنا بڑا ہے۔ اور جس کی آبادی وہاں سے آٹھ نو گنا زیادہ ہے۔ اور جس سے وہ اتنے عظیم الشان فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ ہمارے ریزولیوشنوں اور قرار دادوں سے ڈر کر انگریز چھوڑ جائیں گے۔

احمقانہ خیال

ہے۔ ہندوستان چھوڑنے سے انگلستان کے وقار کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اگر انگریزوں کو ہندوستان بالکل چھوڑنا پڑا۔ تو وہ یقیناً جنگ کریں گے۔ جیسا کہ امریکہ سے کی تھی۔ لیکن اگر ہندوستان والے ایسی آزادی پر رضامند ہو جائیں جس میں انگلستان کا بھی تعلق ہندوستان سے قائم رہے۔ تو اس سے چونکہ

انگلستان کا وقار

بھی قائم رہے گا۔ اور اسے کوئی زیادہ نقصان بھی برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔ اس لئے اسے وہ منظور کر سکتا ہے۔ اس وقت بھی بعض حکومتیں ایسی ہیں جنہیں انگلستان اس شرط پر آزادی دے چکا ہے۔ کہ تم یہ اقرار کرو۔ کہ ہمارا بادشاہ شاہ انگلستان ہے۔ جیسے کینیڈا۔ ساؤتھ افریقہ اور آسٹریلیا ہیں۔ لیکن کامل آزادی خونریزی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر اگر جنگ ہوئی۔ تو کسے فتح ہوگی۔ اور کسے شکست۔ یہ سوال مذہب سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ سیاسیات سے متعلق ہے۔ مذہب جس بات کا حکم دے۔ اس میں

فتح یا شکست

کو نہیں دیکھا جاتا۔ اور اگر کوئی امر مذہباً ناجائز ہو۔ تو اس میں خواہ فائدہ یا فتح ہی ہو۔ اسے ہم نہیں کر سکتے۔ مثلاً ایک شخص کا مکان بالکل جنگل میں واقع ہے۔ وہ وہاں موجود نہیں۔ اور بھی کوئی دیکھنے والا نہیں۔ تو اگرچہ ہم نہایت آسانی سے اس کا مال نکالکر فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مگر ہم ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ مذہب نے اس کی اجازت نہیں دی۔ لیکن باقی جہاد کا سوال ہے تو جب اس کا حکم ہو۔ اس وقت یہ نہیں دیکھا جائے گا۔ کہ ہمیں فتح ہوگی یا شکست۔ ہر مسلمان کا فرض ہوگا۔ کہ جنگ کے لئے اُٹھ کھڑا ہو۔ خواہ ایک ایک کر کے سب مارے جائیں۔ پس جائز یا ناجائز مذہبی لحاظ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اس میں فتح و شکست یا نفع و نقصان کا کوئی

سوال نہیں ہوتا۔ اور مذہبی لحاظ سے اس سوال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حل فرما دیا۔ اور اسے ناجائز قرار دیا ہے۔ اب اگر ہماری فتح یقینی ہو۔ جب بھی ہم جنگ نہیں کر سکتے۔ اور اس بات کو کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔ کہ انگریز بغیر لڑائی جھگڑے کے ہندوستان چھوڑ دیں گے۔ اب اس کا سیاسی پہلو باقی رہ جاتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کانگریس کی پالیسی سے زیادہ

دھوکہ اور فریب کی پالیسی

اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اور مسلمانوں سے زیادہ کوئی احمق نہ ہوگا اگر انہوں نے اسے تسلیم کر لیا۔ یہ کہنا کہ حقوق کا تصفیہ بعد میں ہو جائے گا۔ نہایت مضحکہ خیز بات ہے۔

مذہب اگر کسی کام کے کرنے کی اجازت دیتا ہو۔ تو بھی ہمیں عقل سے کام لیکر دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارا فائدہ اس کے کرنے میں ہے یا نہ کرنے میں۔ جیسے بینگن اور کدو کھانا جائز ہیں۔ لیکن جسے بواسیر ہو۔ اسے بینگن نہیں کھانا چاہیئے۔ تو شریعت نے جس امر میں اجازت دی ہے۔ اس میں ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارا فائدہ اس کے کرنے میں ہے یا نہ کرنے میں۔ اور اس امر میں اگر شریعت نے اجازت بھی دی ہو۔ کہ ہم دخل دیں۔ تو بھی میں کہوں گا۔ سیاسی لحاظ سے

خودکشی کا معاملہ

ہے۔

میں نے بتایا ہے۔ انگریز بغیر لڑائی اس ملک کو چھوڑنے کے نہیں۔ فرض کرو۔ لڑائی ہوئی۔ اور انگریز ملک کو چھوڑ کر بھی چلے گئے۔ تو کوئی عقلمند یہ نہیں مان سکتا۔ کہ کوئی ملک کسی وقت بھی بغیر حکومت کے رہ سکتا ہے۔ پھر اگر تمام انگریزوں کو قتل کر کے یا سمندر میں غرق کر کے ایکدن میں ختم بھی کر دیا جائے تو یہ سوال ہوتا ہے کہ اس دن ہندوستان پر کون قابض ہوگا۔ مسلمان یا ہندو۔ یا مشترکہ طور پر دونو۔ اگر مشترکہ طور پر۔ تو پھر ان کا اشتراک کس نسبت سے ہوگا۔ اگر کہا جائے۔ کہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہوگی۔ تو یہ بالبداہت غلط ہے۔ کیونکہ ہندو مسلمانوں کو کچھ بھی دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے فیصلہ ہو جانا چاہیئے۔ کہ جب تک باقاعدہ کوئی حکومت قائم نہ ہوگی۔ نظام مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے گا۔ تا وہ مطمئن رہیں کہ ان کے حقوق پامال نہیں ہونگے۔ لیکن اگر کہا جائے۔ ہندوؤں کے ہاتھ میں ہوگی۔ تو وہ ہندو جو آج جب کہ انگریزوں سے جنگ کرنے کے لئے انہیں

مسلمانوں کی مدد کی ضرورت

ہے۔ مسلمانوں کے مطالبات نہیں مانتے۔ تو برسر حکومت آجانے پر وہ کب سنیں گے۔ پہلے کسی ہندو ریاست سے ہمیں حقوق لیکر بتاؤ۔ پھر ہم مان لیں گے۔ کہ اس وقت بھی ہندو ہمارے حقوق دیدینگے۔ اگر کہا جائے۔ مشترک طور پر انتظام کیا جائے گا۔ تو پھر وہی سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کہ اشتراک کس نسبت سے ہوگا۔

اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا کیا انتظام ہوگا۔ بعض مسلمان کہہ دیتے ہیں۔ یہ سوال ابھی مت اُٹھاؤ۔ پہلے انگریزوں کو ملک سے نکال لو۔ اس کے بعد ہندوؤں سے مسلمان زبردستی اپنے حقوق لے لیں گے۔ لیکن یہ خیال انہی مسلمانوں کا ہے۔ جن کے

دلوں میں غداری اور بددیانتی

ہے۔ یہ خیال کہ انگریزوں کے بعد ہندوؤں سے لڑ کر انکو نکال دیا جائے گا۔ اول تو بددیانتی ہونے کی وجہ سے مذہباً ناجائز ہے خواہ ہندو ہو یا کوئی اور غیر مسلم۔ اس سے ایسا دھوکہ کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ لیکن یوں بھی یہ خیال باطل ہے۔ یہ خیال عام طور پر پنجاب میں پایا جاتا ہے۔ جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے اور زیادہ تر فوجی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ باقی اب تک جہاں کہیں بھی لڑائی ہوئی ہے۔ مسلمان ہی زیادہ مارے گئے ہیں۔ پنجاب میں چونکہ ہندوؤں کی تعداد کم ہے۔ اور جو ہیں۔ وہ

بنیا لوگ

ہیں۔ اس لئے پنجاب کے بعض کوتاہ فہم مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ مسلمان لڑائی میں سارے ہندوستان کے ہندوؤں کو شکست دے سکتے ہیں۔ ذرا ادہر حصار گوڑگانواں۔ کرنال۔ انبالہ کی طرف چلے جاؤ۔ تمام ہندو جاٹ اور راجپوت آباد ہیں۔ پھر پہاڑوں میں ڈوگرے بستے ہیں۔ اور ان تمام باتوں کو فراموش کر کے

کوئیں کے مینڈک کی طرح

یہ خیال کر لینا کہ ہم ہندوؤں کو مار کر نکال دیں گے بیہودہ بات ہے ابھی ڈھاکہ میں فساد ہؤا ہے جس میں دو مسلمان مارے گئے۔ اور ہندو کوئی بھی نہیں مرا۔ بہار میں جب ہندو مسلم فساد ہؤا۔ تو ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہی قتل کیا تھا۔ پھر کٹار پور اور آرہ وغیرہ مقامات پر مسلمانوں کو بے دریغ تہ تیغ کیا گیا۔ غرض ہندو جہاں بھی بیدار ہیں۔ وہاں مسلمان لڑائی میں ان سے ہرگز نہیں جیت سکتے۔ پھر تعداد۔ تنظیم اور روپیہ میں بھی وہ زیادہ ہیں۔ لاہور میں میں نے گلیوں کے اندر انہیں گتکا کھیلتے دیکھا ہے۔ دو تین روز ہوئے۔ میں ایک گاؤں سے واپس آ رہا تھا۔ کہ ایک گاؤں میں رسہ کشی ہوتے دیکھی۔ چند سال پہلے گاؤں میں یہ تحریک نہ تھی۔ لیکن اب دیہاتوں میں بھی تنظیم کی جا رہی ہے۔ اور کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ بنیوں کو بھی جنگجو قوم بنا دیا جائے۔ ہندوؤں کی باقی قومیں پہلے ہی جنگجو ہیں ہندوستان میں

چھوٹے چھوٹے ہندو راجے

مسلمان بادشاہوں کے ساتھ کئی کئی سال تک متواتر جنگ کرتے رہے ہیں۔ اور دراصل مسلمانوں میں جو جنگجو اقوام ہیں۔ وہ بھی ہندوؤں میں سے ہی آئی ہیں۔ جاٹ یا راجپوت عرب

سے نہیں آئے۔ یہیں کے باشندے ہیں۔ اور ان کے بہت سے بھائی بند ابھی ہندو ہیں۔ مدراس کے ہندو ہمیشہ فوجوں میں بھرتی کئے جاتے ہیں۔ پھر مرہٹے ہیں۔ غرضیکہ ہندوؤں کی لڑنے والی قومیں بہت ہیں۔ اور تعداد میں مسلمانوں سے بہت زیادہ ہیں۔ پس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم لڑ کر ہندوؤں کو یہاں سے نکال دینگے۔ وہ

بہت بیوقوف

ہیں۔

ہندوستان میں عربی النسل مسلمان تو چند ہزار ہی ہونگے جن

مسلمان قوموں پر

جنگ کے وقت انحصار کیا جاسکتا ہے۔ وہ سب ہندوؤں سے ہی آئی ہیں۔ اور ان کے ہندو بھائی ابھی تک اسی طرح بہادر ہیں۔ جیسے یہ مسلمان۔ مگر مسلمان جاٹ اور راجپوت لڑنے والے ہیں۔ تو ان سے بہت زیادہ تعداد میں ہندو جاٹ اور راجپوت موجود ہیں۔ پس چند ایک بنیوں کو دیکھ کر ہندوؤں کو کمزور سمجھ لینا ایک

خلاف عقل بات

ہے۔ حالانکہ اسی قسم کی قومیں مسلمانوں میں بھی ہیں۔ مثلاً مُلّا لوگ ہیں۔ ذرا سی ہشت کرو۔ تو بھاگ جائیں گے۔ تو بزدل دونوں میں ہیں۔ اور بہادر بھی دونوں میں ہیں۔ لیکن تعداد کے لحاظ سے ہندو مسلمانوں سے

تین گنا زیادہ

ہیں۔ اس لئے ایسا خیال نہ صرف یہ کہ بددیانتی اور غداری ہے بلکہ خلاف عقل اور صریحاً غلط بھی ہے۔ تھوڑے سے مرہٹوں نے شاہانِ مغلیہ کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ ایک طرف وہ میسور کو تنگ کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف حیدر آباد کو۔ حتٰے کہ انہوں نے دہلی میں آکر بادشاہ کو قید کر لیا۔ اور تخت پر قابض ہو گئے۔ آخر یہ وہی مسلمان ہیں نہ۔ جن پر تھوڑے سے سکھوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ پس غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا اب وہ ہندو موجود نہیں ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ مسلمان لڑنے والے نہیں بے شک

مسلمان جنگجو ہیں

اور بہادر بھی ہیں۔ مگر کہتے ہیں۔ جنگ دو سر دارد۔ اول تو ہندو ان کے مقابل میں ویسے ہی بہادر ہیں۔ پھر ان کی تعداد زیادہ ہے۔ اور جنگ میں اپنی فتح پر کون یقین کر سکتا ہے۔ پس یہ خیال کہ لڑ کر ہندوؤں کو نکال دیا جائے گا۔ بالکل غلط ہے۔ بلکہ برعکس ۷۵ فیصدی یہ امید ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کو کچل ڈالیں گے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ گاندھی جی نے

مسلمانوں کی حفاظت کا وعدہ

کر لیا ہے۔ مگر جب حکومت آئے گی۔ گاندھی جی کو کون پوچھے گا۔ فیصلہ تو

ملک کی عام رائے

کے مطابق ہو گا۔ گاندھی جی کے متعلق کب گاؤں گاؤں اور شہر شہر سے رائے لی گئی۔ اور کب وہ ہندوؤں کے لیڈر منتخب ہوئے۔ وہ آپ ہی آپ لیڈر بن گئے ہیں۔ اگر حکومت ملنے پر عوام نے کہدیا۔ کہ ہمیں گاندھی جی کا فیصلہ منظور نہیں۔ تو اس وقت کیا کیا جائے گا۔ اور یہ جواب صحیح بھی ہے۔ کس نے انہیں اپنی لیڈری کے لئے چنا ہے۔ ان کے فیصلہ کی پابندی کے لئے

اخلاقی طور پر

بھی ہندو قوم ذمہ وار نہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی انگریز آکر ہندوستان سے معاہدہ کر جائے۔ کہ ہندوستان کو آزاد کیا جاتا ہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں حجاز نے انگریزوں سے معاہدہ کیا جس پر ایک انگریزی جرنیل نے دستخط کر دیئے۔ لیکن بعد میں انگریزوں نے کہدیا۔ ہم نے کب اس جرنیل کو معاہدہ کرنے کا اختیار دیا تھا۔ چنانچہ وہ مسترد ہو گیا۔ تو جب ملک آزاد ہو جائے گا۔ اس وقت اگر ہندو کہدیں۔ کہ

گاندھی ہے کون

ہم نے کب رائے عامہ سے اسے اپنا لیڈر تسلیم کیا۔ وہ ایک کام کرنے والا آدمی تھا جس کی وجہ سے ہم اس کی عزت کرتے تھے۔ وہ ہمارا قائم مقام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو کیا بنے گا۔ سوائے اس کے کہ مسلمان بے وقوف سمجھے جائیں گے۔ اور تمام دنیا ان پر ہنسے گی۔ کہ

پیش بندی کے بغیر

وہ جنگ میں کود پڑے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ سالہا سال سے ہندو مسلمان تصفیہ حقوق کے لئے جھگڑ رہے ہیں۔ لیکن آج تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ پھر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ آزادی ملتے ہی ایکدم سارے فیصلے ہو جائیں گے۔ کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ اسی طرح دس پندرہ سال اور لگ جائیں۔ اور پھر بھی فیصلہ نہ ہو۔ ایسی صورت میں اتنا عرصہ ملک پر کس کی حکومت ہو گی۔ اگر کہا جائے۔ کہ عارضی طور پر انتظام کر لیا جائے گا۔ تو پھر وہی سوال آئیگا۔ کہ اس میں

مسلمانوں کی نگہداشت

کا کیا انتظام ہو گا۔ اور پھر اگر فیصلہ کے بعد اسی عارضی حکومت نے حکومت سے دستبردار ہونے سے انکار کر دیا۔ تو پھر کیا ہو گا۔ غرض یہ بات کہ تصفیہ حقوق بعد میں ہو گا سراسر

عقل کے خلاف بات

ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کئی سال تک کوئی فیصلہ نہ ہو۔ کیا اتنا عرصہ ہندوستان بغیر کسی حکومت کے رہے گا مگر

حکومت کے بغیر

کوئی ملک رہ نہیں سکتا۔ کچھ عرصہ کے لئے ہی اگر یہاں کوئی حکومت نہ ہو تو نیپال اور افغانستان جیسی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں ہی ملک کو لوٹ کر کھا جائیں۔ انگریز ہندوستان پر اسی لئے قابض ہو گئے تھے۔ کہ ملک میں کوئی بادشاہ نہ تھا۔ مگر اس وقت تو پھر بھی چھوٹے چھوٹے راجے مہاراجے تھے۔ جنہوں نے کچھ نہ کچھ مقابلہ کیا۔ اب جبکہ کوئی بھی حکمران نہ ہو گا۔ اس وقت کیا حالت ہو گی۔ یہ جھگڑا دنوں میں نہیں۔ بلکہ سالوں میں طے ہونے والا ہے۔ اس لئے جب تک کوئی فیصلہ نہ ہو۔ اس وقت تک کون حکومت کرے گا۔ لہٰذا حکومت کی تشکیل پہلے ہو جانا ضروری ہے۔ اور اگر

نیت نیک

ہو اور مسلمانوں کو کچھ دینے کا ارادہ ہو۔ تو پیچھے ڈالنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بعض لوگ نادانی سے کہہ دیتے ہیں۔ کہ ابھی کچھ ہے ہی نہیں۔ تو دیں کیا؟ لیکن ہم کب کہتے ہیں۔ کہ عملاً کچھ دیدو۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ کہ فیصلہ کر لو۔ کہ ہاتھ میں آنے کے بعد کیا دو گے۔

تصفیہ بہرحال ضروری ہے

تا معلوم ہو سکے۔ کہ مسلمانوں کو ایسی پوزیشن نہیں حاصل ہو گی جس سے اسلام ہی ہندوستان سے مٹ جائے۔ یہ سوال خلاف عقل ہے۔ اور جب تک پہلے حقوق طے نہ کر لئے جائیں۔ مسلمانوں کو کبھی مطمئن نہ ہونا چاہیئے۔

نہرو رپورٹ کی تنسیخ بھی کانگریس کی طرف سے سخت دھوکہ ہے۔ اور جو مسلمان اسی سے مطمئن ہو گئے۔ ان کی عقل پر افسوس ہے پہلے تو

ڈومینین سٹیٹس

کا مطالبہ تھا۔ اور اس صورت میں کچھ نہ کچھ تسلی اس طرح ہو سکتی تھی۔ کہ اگر ہندوؤں نے ہمارے حقوق ہمیں نہ دیئے۔ تو انگریزوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔ اور وہ دلا دینگے۔ لیکن جب انگریزوں کو نکال ہی دیا جائے گا۔ تو پھر مسلمانوں کا پرسانِ حال کون ہو گا۔ وہ ہندوؤں کے رحم پر ہوں گے۔ اگر چاہیں۔ تو کچھ دیدیں۔ وگرنہ ان کی مرضی۔ پس میں کہوں گا۔ جو مسلمان کانگریس کی رَو میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ وہ

اسلامی نقطہ نگاہ

سے خودکشی کر رہے ہیں۔ اگر کہا جائے۔ کہ ہم فرقہ وارانہ جذبات سے نہیں۔ بلکہ نیشنلٹی کے خیال سے کانگریس کے ساتھ ملے ہیں اور یہ ایک نیشنل سوال ہے۔ تو میں کہوں گا۔ اگر بعد میں جوتے کھا کر ہندو بننا ہے۔ تو پہلے ہی اپنی مرضی سے ہی کیوں نہ بن جاؤ۔ اس وقت تو بننا مجبوری کے ماتحت سمجھا جائے گا۔ مجبور ہو کر کوئی کام کرنے والے کو کوئی کریڈٹ نہیں ملا کرتا۔ پس اگر

قومی سپرٹ کے ماتحت

مذہب کو قربان ہی کرنا ہے۔ تو پہلے ہی کر دو۔

مالی خدمت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

فرمایا۔

"قوم کو چاہئے۔ کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجا لائے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ چندہ کے بغیر نہیں چلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت موسےٰؑ، حضرت عیسےٰؑ۔ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیں۔ تو بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا۔ تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت بھی سلسلہ کو بہت سی امداد کی ضرورت ہے۔ انسان اگر بازار جاتا ہے۔ تو بچے کی کھیلنے والی چیزوں پر ہی کئی کئی پیسے خرچ کر دیتا ہے۔ پھر یہاں اگر ایک ایک پیسہ دے۔ تو کیا حرج ہے۔ خوراک کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ لباس کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ اور ضرورتوں پر خرچ ہوتا ہے۔ تو کیا دین کے لئے ہی خرچ کرنا گراں گذرتا ہے۔ دیکھا گیا ہے۔ کہ ان چند دنوں میں ہی صدہا آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ کسی نے ان کو کہا بھی نہیں۔ کہ یہاں چندوں کی ضرورت ہے۔ خدمت کرنی بہت مفید ہوتی ہے۔ جس قدر کوئی خدمت کرتا ہے۔ اسی قدر وہ راسخ الایمان ہو جاتا ہے۔ اور جو کبھی خدمت نہیں کرتے۔ ہمیں ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔

چاہئے۔ کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس عہد کرے۔ کہ میں اتنا چندہ دیا کرونگا۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے عہد کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں۔ کہ جن کو اس بات کا علم نہیں۔ کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہئے۔ کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو۔ تو خدا تعالےٰ سے پکا عہد کر لو۔ کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کرونگا۔ اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جائے کہ وہ پوری تابعداری کریں۔ اگر وہ اتنا عہد بھی نہیں کر سکتے۔ تو پھر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟

نہایت درجہ کا بخیل اگر ایک ایک کوڑی بھی روزانہ اپنے مال میں سے چندے کے لئے الگ کرے۔ تو وہ بھی بہت کچھ دے سکتا ہے۔ ایک ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔ اگر کوئی چار روٹی کھاتا ہے۔ تو اسے چاہئے۔ کہ ایک روٹی کی مقدار اس میں سے اس سلسلہ کے لئے الگ کر رکھے۔ اور نفس کو عادت ڈالے۔ کہ ایسے کاموں کے لئے اس طرح سے نکالا کرے (اس وقت تو مقررہ شرح صرف ایک آنہ فی روپیہ ماہوار ہے۔ ناظر بیت المال) چندہ کی ابتداء اس سلسلہ ہی سے نہیں ہے۔ بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے۔ اک زمانہ وہ تھا۔ کہ ذرا چندہ کا اشارہ ہوا۔ تو تمام گھر کا مال لا کر سامنے رکھدیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حسب مقدور کچھ دینا چاہئے۔ اور آپؐ کی منشا تھی۔ کہ دیکھا جائے۔ کہ کون کس قدر لاتا ہے۔ ابو بکرؓ نے سارا مال لا کر سامنے رکھدیا۔ اور حضرت عمرؓ نے نصف مال۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ یہی فرق تمہارے مدارج میں ہے۔ اور ایک آج کا زمانہ ہے۔ کہ کوئی جانتا ہی نہیں۔ کہ مدد دینی بھی ضروری ہے۔ حالانکہ اپنی گذران عمدہ رکھتے ہیں۔ ان کے برخلاف ہندوؤں وغیرہ کو دیکھو کہ کئی کئی لاکھ چندہ جمع کر کے کارخانہ چلاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں تو بہت ہلکے چندے ہیں۔

پس اگر کوئی معاہدہ نہیں کرتا۔ تو اسے خارج کرنا چاہئے وہ منافق ہے۔ اور اس کا دل سیاہ ہے۔ ہم ہرگز نہیں کہتے۔ کہ ماہواری روپیہ ہی ضرور دو۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ معاہدہ کر کے دو جس میں کبھی فرق نہ آئے۔ صحابہ کرام کو پہلے ہی سکھایا گیا تھا۔ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون ہ اس میں چندہ دینے اور مال خرچ کرنے کی تاکید اور اشارہ ہے۔

اللہ تعالےٰ کے ساتھ جو معاہدے ہوتے ہیں ان کو نباہنا چاہئے۔ ان کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے۔ کوئی کسی ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح سے اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے۔

ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا۔ جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندہ پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتی ہیں۔ اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں۔

چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ پس ضرور ہے۔ کہ ہزار دو ہزار آدمی جو بیعت کرتے ہیں۔ ان کو کہا جاوے۔ کہ اپنے نفس پر کچھ مقرر کریں۔ اور اس میں پھر غفلت نہ ہو"

(ماخوذ از البدر۔ ۹ر جولائی ۱۹۰۳ء)

غرض اس وقت اگر اپنی پوزیشن کو محفوظ نہ کر لیا گیا۔ تو مسلمانوں کی ہندوستان میں وہی حالت ہو گی۔ جو سپین میں ہوئی۔ سپین کے مسلمان ہندوستان کے مسلمانوں سے زیادہ تازہ دم تھے۔ ان کی تعداد بھی عیسائیوں سے کم نہ تھی۔ مگر جب وہ تباہ کر دیئے گئے۔ تو یہاں کے مسلمانوں کی کیا حالت ہو گی۔ پس یہ رَو اسلامی حقوق کے خلاف ہے۔ اور مذہبی نقطہ نگاہ سے اگر دیکھا جائے۔ تو جس رنگ میں یہ ملکتی ہے! اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اور سیاسی لحاظ سے بھی یہ سخت نقصان رساں ہے۔ اس لئے بہترین طریق یہ ہے۔ کہ ڈومینین سٹیٹس کے حصول کی کوشش کی جائے۔ اور

دنیا کی رو

بھی اسی طرف ہے۔ پہلے ہی کچھ حکومتوں نے ملکر ایک لیگ بنا رکھی ہے جو لیگ آف نیشنز کہلاتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس طریق کے بغیر امن قائم بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر تمام سلطنتیں اپنی اپنی جگہ آزاد ہو کر بھی ایک نقطہ پر جمع ہوں۔ تو ایک دوسرے کے حق کو دبا نہیں سکتیں۔ اور

انگریزی حکومت

اس لحاظ سے بے نظیر ہے۔ اس میں پہلے ہی کئی ملک ہیں۔ جو آزاد ہو کر پھر بھی ملکر کام کرتے ہیں۔ جیسے کینیڈا۔ ساؤتھ افریقہ۔ اور آسٹریلیا۔ یہ اپنی اپنی جگہ آزاد ہیں۔ مگر پھر بھی ایک دوسرے سے ملکر کام کرتے ہیں۔ اور یہ

بہترین طریق

ہے۔ جسکے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں جب بھی امن قائم ہوگا اسی طرح ہوگا۔ کہ سب حکومتیں آزاد ہو کے باوجود ایک نقطہ پر جمع ہو جائیں تا ایک ملک دوسرے ملک پر ظلم نہ کر سکے۔ اور اس طریق کا ایک چھوٹا سا نمونہ حکومت انگریزی میں ہے۔ اگر ہندوستان بھی اس نظام میں شامل ہو جائے۔ تو یہ زیادہ وسیع ہو جائیگا۔

پس ہندوستان کیلئے یہی ذریعہ بہتر ہے۔ کہ پہلے ہی اسطرف آجائے۔ بجائے اسکے کہ دھکے اور ٹھوکریں کھا کر آئے۔ تمام دنیا اب اسطرف آرہی ہے۔ کہ سب اقوام میں اشتراک ہو۔ یہ طریق ہندوستان کیلئے نہ صرف آسان ہے۔ بلکہ اس میں فساد کا بھی خطرہ نہیں۔ اور دنیا کے امن کے لئے بھی یہی مفید ہے۔ کہ

ہندوستان آزاد

بھی ہو۔ انگلستان کے مساوی حیثیت بھی رکھتا ہو۔ مگر اسکے بادشاہ کو اپنا بادشاہ بھی تسلیم کرے۔

اللہ تعالےٰ مسلمانوں پر رحم کرے۔ اور انہیں توفیق دے۔ کہ وہ اپنے

حقوق کی نگہداشت

کریں۔ اور ایسا طریق اختیار نہ کریں۔ کہ مٹ جائیں۔ موجودہ رو ہندوستان میں

سپین کا نقشہ